بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ
ہفت روزہ بدر قادیان
جلد ۱۲
شمارہ ۲۷
ایڈیٹرز:-
محمد حفیظ بقاپوری
نائب: شیخ احمد گجراتی
شرح چندہ
سالانہ ۶/ روپے
ششماہی ۴/- ”
ممالک غیر ۸/- ”
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۱۸ ؍ وفا ۱۳۴۲ھ	۲۶ ؍ صفر ۱۳۸۳ ہجری	۱۸ ؍ جولائی ۱۹۶۳ء

(اخبار احمدیہ)

ربوہ ۱۲ ؍ جولائی۔ بوقت ۸ بجے صبح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ
کل دن بھر حضور کو ضعف کی شکایت رہی شام کے وقت بے چینی ہو گئی۔ رات دیر تک بے چینی کی وجہ سے نیند نہ آئی۔ بالآخر ۱۲ بجے کے بعد دوائی سے نیند آئی۔
اس وقت بھی ضعف محسوس ہو رہا ہے۔
احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

لاہور۔ ۱۰ ؍ جولائی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ پیشاب کی سوزش کا حال بدستور ہے سینے کی قدر کم ہے مگر ابھی تک دور نہیں ہوئی۔ یہی حال گھبراہٹ کا ہے جو کبھی کم ہو جاتی ہے اور کبھی شدت اختیار کر لیتی ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب نے حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی کو گھوڑا گلی تشریف لے جانے کا مشورہ دیا ہے۔ جو راولپنڈی سے مری جاتے ہوئے راستہ میں آتا ہے اور تقریباً پانچ ہزار فٹ بلند ہے آپ ہوا کی تبدیلی کے لئے عنقریب گھوڑا گلی تشریف لیجانے والے ہیں۔ احباب التزام سے دعائیں کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی کو بھی صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

نادیان ۱۶ ؍ جولائی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

حج بیت اللہ شریف و زیارت مدینہ منورہ کے ایمان افروز کوائف

(از قلم الحاج چوہدری مبارک علی صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد (دکن))

خاکسار زیارت بیت اللہ اور صفا و مروہ کی سعی سے فارغ ہو کر معلم صاحب کی قیام گاہ پر واپس آیا تو مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی ایک کے ذریعہ ان کے برادر اصغر محترمی شیخ محمود احمد صاحب کی آمد کی خوشخبری ملی۔ ایسے محبوب اور مقدس مقامات پر احمدی ماحول کا میسر آنا نور علیٰ نور بن جاتا ہے۔ اس محبوب بستی میں آکر انسان بھولا نہیں سماتا عجیب روحانی ماحول ہوتا ہے شاید ہی کوئی بدقسمت اور گیا گذرا انسان ماحول کی اس روحانی لذت سے لطف اندوز نہیں ہو رہا ہوگا۔ ورنہ ہر آدمی ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول ہوتا ہے۔ خاکسار نے پہلی رات تو حرم شریف میں ہی گذاری۔ اس لئے ایک تو خوشی سے نیند نہیں آرہی تھی۔ دوسرے اس خیال سے کہ شاید رات کے کسی حصہ میں طواف کرنے والوں کی بھیڑ کم ہو تو حجر اسود کو بوسہ دینے میں آسانی رہے۔ مگر میری طرح معلوم نہیں کتنے اس خیال سے رات کو نہیں سوئے ہوں گے۔ چنانچہ اس رات کئی طواف کرنے کی سعادت ملی۔ اور باوجود بھیڑ کے ہر طواف میں حجر اسود کو بوسہ دینے کا بھی موقعہ ملتا رہا۔

خانہ کعبہ میں خاکسار نے ایک امر اور محسوس کیا ہے۔ یعنی یہ ہر حاجی اس چیز کو محسوس کرتا ہو مسجد حرام میں طواف کرنے کے بغیر آپ نوافل اور تلاوت شروع کر دیں تو طبیعت اس طرف مائل نہیں ہوتی۔ اور ایک قسم کا بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ مگر طواف کے بعد انسان اپنے اندر ایک روحانی سکون محسوس کرتا ہے۔ اور اس کے بعد نمازوں اور تلاوت میں بھی خاص قسم کا سرور

(۲)

محسوس ہوتا ہے۔ حج کے ایام میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور آسمانی مخلوق بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عشاق اور پروانوں کے اس مبارک و مقدس اجتماع میں شامل ہونے کے لئے زمین پر آجاتی ہے۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ اہل مکہ بھی ان دنوں بہت محتاط رہتے ہیں۔ اور ان مبارک و مقدس مقامات کی حرمت کا احساس بدستور ان کے دلوں میں قائم ہے۔ ورنہ کسی چیز کے قریب بسنے کی وجہ سے اس کی اہمیت کم ہو جاتی ہے مکہ مکرمہ میں دو راتیں اور ایک دن گذارنے کے بعد خاکسار تیسرے دن دار الہجرت سیدنا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ جدہ سے ہوائی جہاز کے ذریعہ صرف ۸۰ منٹ میں خاکسار مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ مدینہ کی بستی اور اس میں بسنے والے کتنے پیارے معلوم ہوتے ہیں۔ اس کا اندازہ ایک عقیدت مند ہی کر سکتا ہے۔ اگرچہ اہل مکہ بھی نمایاں خوبیوں کے حامل ہیں۔ مگر یثرب کے رہنے والوں کا رنگ ہی اور ہے۔ یوں کہئے کہ اب بھی اہل مدینہ اخلاق فاضلہ۔ توکل الی اللہ، مہمانوں پر احسان و حسن سلوک اور بھی کئی باتوں میں مکہ والوں سے آگے ہیں۔ کیوں نہ ہو یہ اُن مقدس بزرگوں کی اولاد ہے۔ جنہوں نے ہجرت کے وقت سب کچھ قربان کر کے اپنے محبوب اور دنیا کے محسن کا ساتھ دیا۔ یا ان محبوب ہستیوں کی اولاد ہے جنہوں نے تمام عرب کی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جان نثاروں اور اپنے روحانی بھائیوں کو پناہ دی تھی۔ اور آج بھی اس مقدس خون کے آثار نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔

اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید۔

خاکسار جس وقت مسجد نبوی کے سامنے سعودی ایرلائن کی موٹر سے اترا تو اس وقت ظہر کی نماز ختم ہو چکی تھی۔ یہاں بھی انسان کی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ چنانچہ خاکسار قیام گاہ کے انتظام کرنے کے بعد مسجد نبوی میں حاضر ہوا یہاں بھی بھیڑ کا وہی عالم تھا جو مسجد حرام میں تھا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد فاکسار مزار اقدس شہنشاہ دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوا۔ جو مسجد نبوی کے ایک طرف واقع ہے اگرچہ مسجد میں داخل ہوتے ہی اس مقدس اور مبارک مزار پر نظر پڑتی ہے۔ اور طبیعت کنٹرول سے باہر ہو جاتی ہے اس منظر اور کیفیت کا بھی نقشہ الفاظ میں کھینچنا ناممکن ہے۔ خاکسار نے حقوق اللہ کو مقدم رکھتے ہوئے پہلے نماز ادا کی اور پھر مزار مبارک پر حاضر ہوا۔ اب دل و دماغ آنکھیں قابو سے باہر تھے۔ ہمارا محبوب ہمارا محسن ہمارا آقا اور ہمارا چاند اس جگہ چھپ گیا تھا جس کے نور کی کرنیں اب بھی تمام روحانی لوگوں کو بینائی بخشتی ہیں۔ اور قیامت تک بخشتی رہیں گی۔ نماز التحیات کے وقت السلام علیک ایھا النبیؐ پہلے بھی پڑھا کرتے تھے اپنی زندگی میں میرے جیسے گنہگار اور کمزور انسان کو بھی لاکھوں بار درود شریف پڑھنے کا موقعہ ملا۔ مگر جو لذت اور سرور اس مبارک مقام پر تجلی ہوئی ہے اس کا اندازہ وہی لگا سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ سعادت عطا فرمائی۔

خاکسار نے جاتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے سلام عرض کیا۔ پھر پنج تن پاک یعنی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ عمرہ سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سیدی حضرت مرزا شریف احمد صاحب سیدہ حضرت مبارکہ بیگم صاحبہ اور سیدہ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اور اس کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی اور ان کے خاندان کی طرف سے۔ محترم سیٹھ صاحب نے بھی مجھے دعاؤں اور دوسرے امور کے لئے اس ترتیب کا ارشاد فرمایا تھا۔

خاکسار کو مدینہ منورہ آئے ہوئے دو دن ہو گئے تھے۔ اور مجھے شدت سے مکرم شیخ محمود احمد صاحب کراچی کا احساس پیدا ہوا کہ موصوف ضرور آئے ہوں گے۔ کیونکہ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب کی اطلاع کے مطابق میرے مکہ سے روانہ ہونے کے ایک دو دن بعد انہوں نے پہنچنا تھا۔ ہر نماز کے بعد مسجد نبوی اور مقام وضو پر انہیں ڈھونڈتا رہتا تھا۔ لطف یہ کہ ہماری دونوں کی جان پہچان بھی نہیں تھی۔ پھر مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں سب کی داڑھیاں بقول شخصے QADIANI CUT یعنی احمدیہ کی طرز کی تھیں۔ اس لئے بھی مشکل پیش آرہی تھی۔ آخر ایک دن عصر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد نبوی سے باہر نکلا تو ایک ہوٹل کے سامنے ایک شخص نے مجھے آواز دے کر دریافت کیا کہ بھائی صاحب آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں (باقی ۸ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ماڈرن آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ——— مورخہ ۱۸ر جولائی ۱۹۶۳ء

واقعات کی دُنیا میں

صوفی نذیر احمد صاحب کاشمیری کے بعض ایسے مراسلات صدق جدید لکھنؤ میں شائع ہوئے ہیں جن میں نام اب طور پر احمدیت پر تنقید کی گئی ہے یا وجود تعداد میں بہت تھے ان کا ماحصل مطلب دبی ہے جس پر ہر مخالف احمدیت کی کوشش ختم ہوتی ہے۔ یعنی مختلف قسم کی غلط فہمیاں پھیلا کر اس برگزیدہ جماعت کو بدنام کرنا اور اپنی غلط بیانیوں میں مخلوق خدا کو سلسلہ حقہ سے برگشتہ کرنا چنانچہ زیر نظر مراسلات کے ذریعہ صوفی نذیر احمد صاحب کاشمیری داعظانہ لباس میں احمدیہ جماعت سے اُن کے معتقدات چھڑانے کی سعی حاصل کرتے ہیں جس کے لئے نہ تو انہیں بات کرنے کا سلیقہ ہے اور نہ احمدیہ جماعت کے نقطۂ نظر پر معقولیت کے ساتھ غور کرنے کے لئے تیار ہیں بلکہ اُلٹا احمدیہ لٹریچر کے ساتھ جو انتہائی بغض اور عناد اُن کے دل میں بھرا پڑا ہے۔ اس کے متعلق انہیں کے مراسلات کے حوالہ سے ہم گذشتہ اشاعت میں کسی قدر جائزہ لے چکے ہیں۔

صوفی صاحب کو اس بات کی بڑی تکلیف معلوم ہوتی ہے کہ احمدیہ جماعت حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے الہامات کے متعلق جو نقطۂ نظر رکھتی ہے اس میں اس قدر پختگی کیوں ہے۔ اور باوجودیکہ انہیں اس امر کا یقین ہے کہ احمدیہ جماعت اپنے اس موقف کو اُن کی خاطر چھوڑ دینے والی ہرگز نہیں۔ پھر بھی وسوسہ اندازی کی خاطر اور تلبیس حق کے لئے بےنتیجہ ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں کہ احمدیت کے دیگر مخالفین کی طرح وہ بھی اپنی مخالفانہ کوششوں میں ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھیں گے۔ وہ اپنی طرف سے پورا زور لگائیں اس برگزیدہ جماعت کے مقابل پر اُن کے تمام حیلے بارآور نہ ہوں گے بلکہ ہر سیاہ الفطرت کی طرف سے معقول غور و فکر اور حق کی طرف ادنیٰ سی کوشش اور جستجو کے ساتھ ان کی تلبیسات کی قلعی کھل جائے گی

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اسلام کے متعلق بہرہ اُن کے دعوے کے باوجود صوفی صاحب اسلام کی اس واضح اور نمایاں خوبی سے جان بوجھ کر چشم پوشی سے کام لے رہے ہیں۔ جو اسلام کو بمقابلہ دیگر مذاہب امتیازی رنگ دلاتی ہے یعنی دینِ اسلام کے سچے پیروؤں کا ذاتِ باری تعالیٰ سے مکالمہ و مخاطبہ سے

مشرف ہونا۔ افسوس کہ ایک ایسے ملک میں رہتے ہوئے جس میں ایک بڑی اکثریت ہر بات اسلام کو تنقید کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اُن کے سامنے اسلام کی برتری کا ایسے دلائل کے ساتھ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ جس سے اسلام کا نمایاں تفوق ثابت ہو اور انہیں کلام کی گنجائش نہ رہے۔ اگر سوچا جائے تو یہی وہ خوبی ہے جس کے مقابلہ میں دوسرے معمولی مذاہب بالکل عاجز اور بے بس ہیں۔ مگر صوفی صاحب کی اسلام پرستی کا یہ عالم ہے کہ اس خوبی کے وہ علیٰ الاعلان منکر ہیں۔

الحاد و بے دینی کے اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی اور بہت حوالہ کے ساتھ اسلام کو تمام ادیان پر معقولی رنگ میں اظہار و حالی غلبہ الالہیٰ کو دیکر اپنے وجود کو اس کا زندہ گواہ قرار دے کر متعدد بار چیلنج کیا تھا کہ اگر کسی دوسرے مذہب کے پیرو کو بھی اپنے مذہب کی اس خوبی کا دعویٰ ہو تو وہ میرے مقابل پر میدان میں آئے مگر ہر ایسے چیلنج پر میدان ہمیشہ ہی خالی رہا۔!!

صوفی صاحب کو خود تو الہام کی کیفیات کا ذاتی تجربہ نہیں۔ اور وہ اس نعمتِ عظمیٰ سے یکسر محروم ہیں مگر اس لئے وسوسہ اندازی کی خاطر چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی اس سے بدظن ہی رکھیں۔ چنانچہ صوفی صاحب کی انہی تلبیسات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے الہامات یا اُن کے معانی و مطالب کو اپنے مستقل دلائل کے ساتھ ایسی پوزیشن دیتے ہیں۔ جن کے بارہ میں نہ تو خود ملہم کو یہ دعویٰ ہے اور نہ ہی اُن کی پاک جماعت ایسا سمجھتی ہے۔ اور باوجود بار بار کی وضاحت کے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو اس سے بڑھ کر اور کوئی دعوےٰ ہرگز نہیں کہ انہیں جو کچھ روحانی مقام اور مرتبہ ملا ہے وہ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور آپ ہی کی کامل اطاعت اور اتباع داری سے ہے۔ جیسا کہ خود صوفی صاحب نے اپنے ایک مراسلہ میں حضور کے اس بیان کو ذکر کیا ہے:

اس وقت ہمارے سامنے صوفی صاحب کا تیسرا مراسلہ ہے جو صدق جدید مجریہ ۱۲ر جولائی میں شائع ہوا۔ اس مراسلہ نگار نے نزولِ مسیح کے بارہ میں بزعم خود اس سوال کا جواب دیا ہے۔ جو مکرمی سید محمود احمد صاحب ناصر ربوہ کی طرف سے صدقِ جدید میں شائع ہوا تھا۔ اور عجیب بات ہے۔ صوفی صاحب نے اس جواب

میں بھی اُسی قسم کی تلبیس سے کام لیا ہے جس کا ریکارڈ موصوف نے اپنے سابقہ مراسلات میں قائم کیا تھا۔

صوفی صاحب نے اپنے پہلے مراسلہ بعنوان "دین کامل میں کشف و الہام کا مقام" میں لکھا تھا ——"تمام صالحین امت کا یہ عقیدہ رہا ہے کہ امتی کا اجتہاد و نظر ہو یا کشف و الہام وہ خطاء و صواب دونوں کا احتمال رکھتا ہے۔"

گو اس مراسلہ پر ہم نے بھی بدر کی گذشتہ دو اشاعتوں میں تفصیل سے لکھا تھا۔ تاہم اسی مضمون پر مشتمل ایک مختصر مراسلہ مکرمی سید محمود احمد صاحب ناصر ربوہ کی طرف سے صدقِ جدید ۱۴ر جون میں شائع ہوا جس میں سید صاحب نے حدیث نبوی کی روشنی میں جناب صوفی صاحب سے سوال کیا:

"آیا صوفی صاحب ہمارے سید و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم فداہ نفسی کے اس ارشاد کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم اور یاتی عیسیٰ نبی اللہ کے بموجب عیسیٰ نبی اللہ کے نزول کے قائل ہیں۔ اور کیا بموجب حدیث نبوی وہ حکم و عدل ہوں گے یا نہیں اور بموجب حدیث ثم یوحی اللہ الیہ نزول کے بعد ان کو کشف و الہام ہوگا یا نہیں؟ اور اگر ہوگا تو کیا وہ صوفی صاحب کی رائے میں خطاء و صواب کا احتمال رکھتا ہے یا نہیں؟"

سوال بالکل صاف تھا اگر صوفی صاحب خشیۃ اللہ سے کام لیتے اور تحقیقِ حق پیشِ نظر ہوتی تو جواب چنداں مشکل نہ تھا۔ اسلئے کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم و عدل قرار دیں اس کی پوزیشن معمولی نہیں۔ لیکن صوفی صاحب نے جس ایچ پیچ سے جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے لکھتے ہیں:

"وسائل، اور ان کے ہم اعتقاد ارباب حلقہ پہلے اس بات میں اپنے دل و دماغ کو مزید صاف کریں کہ حضرت مسیح کی دوبارہ آمد پر وہ دینِ محمدی میں کچھ ترمیم و تنسیخ و حک و اضافہ کریں گے؟ یا اپنی تعلیم کو دنیا میں نافذ کریں گے؟ یا صرف نزدیکے دین کامل کے لئے آئیں گے۔ اب حضور سرورِ کائنات ہی کے اس ارشاد کو بھی سامنے رکھ لیں کہ لو کان موسیٰ حیاً لما وسعہ الا اتباعی۔ اب اگر وہ تبع دین اسلام کامل ہی کے لئے آئیں گے تو پھر اُن کی حیثیت خود ہی متعین ہو جاتی ہے۔ انہیں اس متعین پوزیشن میں اپنے کسی الہام و کشف کو متعین کر کے منوانے کے بجائے اتباع تام کرنا ہوگا۔ ما وسعہ الا اتباعی پر ہمارے قادیانی مسائل بھی پوری طرح نظر بھی رکھ لیں۔ اور اس پر اسی طرح ایمان بھی لائیں کہ مرزا صاحب کے دس ہزار الہاموں کی تاویل تو کرلیں مگر فرمودہ خاتم الانبیاء کو صاف و بلا تاویل قبول کریں۔"

(صدق جدید ۵ر جولائی ۱۹۶۳ء)

خط کشیدہ عبارت کا لکھنے والا خود فیصلہ کرے کہ وہ خود کہاں تک فرمودہ خاتم الانبیاء کو صاف و بلا تاویل قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زبان میں تو مسیح موعود کو حکم و عدل قرار دیا گیا ہے مگر صوفی صاحب ہیں کہ اس مقدس وجود کی شان میں یہ بھی گوارا نہیں کر سکتے کہ ان کے بگڑے ہوئے معتقدات کی اصلاح کریں۔ اور جہاں ان لوگوں سے غلطی ہوئی اس کی نشاندہی کر کے حق کی راہنمائی کریں۔ اصل بات یہ ہے کہ صوفی صاحب ایسے لوگوں کا نہ تو خدا کے پاک کلام پر صحیح معنوں میں ایمان رہا ہے کہ حسب قرآنی وعدہ کے باوجود اسلام میں وحی و الہام کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے۔ محض ضد اور تعصب کی بنا پر اس مقدس دروازہ کو اپنے پہلے

(باقی)

مبارک تحریک دعا

از محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ربوہ

"مخلصین جماعت میں سے کم از کم تیس ہزار دوست یہ عہد کریں کہ وہ اسلام کے غلبہ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی کی دعاؤں اور باالتزام نماز تہجد کے ساتھ انشاء اللہ مسلسل ایک ماہ تک تین سو مرتبہ روزانہ درود شریف پڑھتے رہیں گے یہ مہینہ شروع اگست سے شروع ہوکر ۳۱ر اگست تک جاری رہے گا۔"

اس مبارک تحریک دعا میں ہر مخلص احمدی کو شامل ہونا چاہیئے۔ آج ہی بحری معتمد صاحب صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے نام خط لکھ دیں۔ تاکہ آپ کا نام بھی فہرست میں درج ہو جائے۔

(ایڈیٹر)

خطبہ جمعہ

روحانیت کے حصول کیلئے دین کے ظاہری اور باطنی دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے

ان دونوں پہلوؤں کو ملحوظ رکھنے سے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رؤیت حاصل ہوتی ہے

ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ ظاہر اور باطن دونوں کو درست کرنے کی کوشش کرے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۸ر فروری ۱۹۴۹ء ہری کا بنج اصغر مال روڈ راولپنڈی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مغز ہی

اصل چیز

ہوا کرتی ہے لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ کسی چھلکے کے بغیر کوئی مغز تیار نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مغز بغیر چھلکے کے تیار ہو سکتا ہے وہ غلطی پر ہیں مغز کا قیام چھلکے کے ساتھ وابستہ ہے۔ میں ایک دفعہ سندھ گیا۔ وہاں ایک عزیز کے ہاں میری دعوت تھی۔ ایک ہندو بھی وہاں تھا اس سے میں نے پوچھا کہ تم ہندوستان کیوں نہیں گئے۔ اس نے کہا یہاں اچھا ہے جو لوگ یہاں سے چلے گئے ہیں انہوں نے غلطی کی ہے۔ مسلمانوں سے میرے اچھے تعلقات ہیں اور مجھے یہاں کسی قسم کا خطرہ نہیں۔ مجلس میں سے کسی نے کہا کہ یہ دوست

اسلام کی تحقیق

کر رہے ہیں۔ اور ایک حد تک اسلام کی طرف مائل ہیں۔ اس پر میں نے اس سے کہا جب آپ اسلام کی تحقیقات کر رہے ہیں اور ایک حد تک آپ نے اس کی صداقت کو معلوم کرنے کی کوشش کی ہے تو آپ آگے قدم کیوں نہیں بڑھاتے۔ اگر آپ اسلام کی صداقت کے قائل ہیں تو پھر آپ اسے مانتے کیوں نہیں۔ اس ہندو نے کہا مجھے میرے گرو نے سکھایا ہے کہ دین دل کے ساتھ تعلق رکھنے والی چیز ہے۔ جب کسی چیز سے دل کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو یہ امر انسان کے لئے کافی ہے میرا گرو بھی خدا کی ہی باتیں سناتا ہے۔ پس جب میں نے اسلام کے ساتھ دل سے تعلق پیدا کر لیا اور مجھے اس سے محبت بھی ہے تو یہ کافی ہے ظاہری طور پر اسلام میں داخل ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے اس سے کہا کیا آپ کی شادی ہو چکی ہے۔ اس نے جواب دیا ہاں میری شادی ہو چکی ہے۔ میں نے کہا کیا تمہارے بچے بھی ہیں۔ اس نے جواب دیا ہاں میرے بچے بھی ہیں۔ میں نے کہا کیا تم نے کبھی اپنے بیوی بچوں سے پیار بھی کیا ہے اس پر

وہ کہنے لگا اپنے بیوی بچوں سے تو لوگ پیار کیا ہی کرتے ہیں۔ میں نے کہا کیا تمہارے دل میں ان کے لئے محبت ہے۔ اس نے کہا ہاں میرے دل میں ان کے لئے محبت ہے۔ میں نے کہا اگر تمہارے دل میں تمہارے بیوی بچوں کی محبت ہے اور تم یہ کہتے ہو کہ دل میں کسی چیز کی محبت کا ہونا کافی ہے تو پھر تم اپنے

بیوی بچوں سے پیار

کیوں کرتے ہو۔ دل کی محبت کو ہی کافی کیوں نہیں سمجھتے۔ اور اگر تم اپنی بیوی بچوں کے لئے اپنے دل کی محبت کو کافی نہیں سمجھتے بلکہ ظاہر میں بھی ان سے پیار کرنا چاہتے ہو تو پھر خدا تعالیٰ کے لئے یہ بات کیسے کہتے ہو کہ اس سے دل میں تعلق ہے۔ اس لئے ظاہری عبادات کی ضرورت نہیں۔ اس پر وہ بہت شرمندہ ہوا۔ بہرحال ظاہر بھی ایک حقیقت رکھتا ہے۔ جیسا کہ باطن حقیقت رکھتا ہے۔ اگر ہم نے مغز پر زور دیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ظاہر کی کوئی حقیقت نہیں مغز اپنی جگہ پر اہمیت رکھتا ہے اور ظاہر اپنی جگہ۔ جو احکام دیئے ہیں یا جو باتیں عقلی طور پر ان کے نتیجہ میں سمجھی جاتی ہیں۔ وہ ساری کی ساری ایسی ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ورنہ صحیح نتائج پیدا نہیں ہو سکتے۔ مثلاً جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صفیں سیدھی کرلو۔ ورنہ دل ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ اب دیکھو صفوں کے سیدھا ہونے کا دلوں کے ٹیڑھا ہو جانے کے ساتھ کوئی ظاہری تعلق نہیں۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

صفیں سیدھی کرو

ورنہ دلوں کے ٹیڑھا ہو جانے کا خطرہ ہے اور آپ اس پر عمل بھی کرواتے تھے اسی

طرح باقی احکام ہیں۔ اگر ہم انہیں رسم کہہ کر چھوڑتے چلے جائیں تو یہ بات ہمیں اسلام سے بہت دور لے جائے گی۔ مثلاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت تھی کہ آپ قبلہ رخ ہو کر اذان دینا سکھاتے تھے اور اسی پر عمل کرواتے تھے۔ اب لاؤڈ سپیکر کے نکل آنے کی وجہ سے ایک غلط طریق نکل آیا ہے کہ جدھر چاہا منہ کر کے اذان دیدی اور کہہ دیا اذان ہی دینی ہے۔ جدھر چاہا منہ کر کے دیدی۔ یہ بات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے

اُم طاہرؓ

جب ام طاہر بیمار تھیں اور ہسپتال میں ان کا آپریشن ہوا تھا۔ تو چونکہ آپریشن کے بعد زخموں میں زیادہ ایٹموں سے بو آنے کا ڈر ہوتا ہے۔ اس لئے ڈاکٹر عام طور پر او۔ ڈی کلون اپنے بیماروں کے گرد یا چہرہ دیا سر پر چھڑکتے رہتے ہیں۔ ان کو بھی ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ آپ او۔ ڈی کلون منگوا کر پاس رکھیں اور وقتاً فوقتاً چھڑکتے رہیں۔ جنگ کی وجہ سے چیزیں بازار سے نہیں ملتی تھیں۔ اس لئے جو آدمی بازار گئے۔ وہ او۔ ڈی کلون نہ لاسکے۔ اس لئے میں ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو ساتھ لے کر او۔ ڈی کلون کی تلاش میں نکلا۔ مجھے یاد ہے ہم ایک بڑی ڈاکٹری ادویہ کی دکان پر گئے۔ اس کے مالک سے جو سکھ تھا ہم نے دریافت کیا کہ کیا تمہارے پاس او۔ ڈی کلون ہے۔ اس نے کہا ہاں میرے پاس او۔ ڈی کلون ہے اور ایک بوتل لاکر ہمیں دکھائی۔ میں نے وہ بوتل دیکھی اور کہا کیا یہ اصلی چیز ہے۔ اس پر لیبل تو بہت اچھا لگا ہوا ہے۔ اس نے کہا آپ کو تو او۔ ڈی کلون چاہیئے خواہ اس پر لیبل کوئی لگا ہو۔ میں نے وہ بوتل کھولی تو اس میں وہ خوشبو نہیں تھی جو او۔ ڈی

کلون میں ہوا کرتی ہے۔ او۔ ڈی کلون کا بڑا جزو سنگترے کا تیل ہوتا ہے۔ میں نے اس دکاندار سے کہا اس بوتل سے مصنوعی مشک کی خوشبو آتی ہے۔ او۔ ڈی کلون کی خوشبو نہیں آتی۔ اس پر وہ کہنے لگا۔ بوُ ہی چاہیئے کوئی ہو۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو احکام شریعت کو یہ کہہ کر پس پشت ڈال دیتے ہیں کہ حکم پر عمل کرنا ہے۔ خواہ کسی طرح ہو۔ بہر حال اذان دینے کا وہ طریق درست نہیں جو اس وقت اختیار کیا گیا ہے۔ پھر

خطبہ کا یہ طریق

ہوتا ہے کہ مخاطب امام کی طرف رخ کر کے بیٹھے ہوں اور اس کی طرف متوجہ ہوں۔ لیکن آج پہلے قبلہ رخ کر کے صفیں بنادی گئیں اور پھر امام کو پیچھے سٹیج پر لاکر کھڑا کر دیا گیا۔ امام یہاں سٹیج پر کھڑا ہے اور مخاطب دوسری طرف منہ کئے صفیں باندھے بیٹھے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے انہیں خطبہ کی طرف کوئی رغبت ہی نہیں۔ اس لئے وہ دوسری طرف متوجہ ہیں۔ اگر صفوں کے سیدھا نہ ہونے کی وجہ سے دل ٹیڑھے ہو جاتے ہیں۔ تو آج جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ یعنی امام یہاں سٹیج پر کھڑا ہے اور مخاطب دوسری طرف متوجہ ہیں۔ اس سے بھی دل ٹیڑھے ہونے کا خطرہ ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اگر لوگوں کی قبلہ رخ کر کے صفیں بنادی گئی تھیں تو امام کو بھی وہاں کھڑا کیا جاتا۔ لیکن اگر امام کو خطبہ کے لئے اس سٹیج پر کھڑا کیا گیا تھا تو پھر مخاطبین کو بھی اس طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہیئے تھا جب امام خطبہ پڑھ کر مصلے پر جاتا تو صفیں سیدھی کر لی جاتیں۔ اول تو لاؤڈ سپیکر کی کیا ضرورت تھی۔ بھلا یہ کونسا بڑا مجمع ہے۔ ہم نے تو کئی کئی ہزار کے مجمع میں تقریریں کی ہیں۔ پس لاؤڈ سپیکر کے بغیر خطبہ ہو سکتا تھا۔ اگر لاؤڈ سپیکر ہی لگانا تھا۔ تو پھر جب امام نماز پڑھانے کے لئے جاتا تو لوگ کھڑے ہو جاتے اور صفیں سیدھی کر لیتے۔ بہرحال ظاہر اور باطن دونوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ نہ صرف ظاہر کفایت کر سکتا ہے

اور نہ صرف باطن سے کام چل سکتا ہے بلکہ بیک وقت دونوں کی اصلاح ضروری ہوتی ہے۔ جس طرح صرف ظاہری نماز روزہ کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ . . .

اسی طرح صرف باطنی نماز اور روزہ کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بڑھیا دوائی لینے آیا کرتا تھا۔ اور وہ متواتر چھ سات ماہ تک آتا رہا۔ میں اور میر محمد اسحٰق صاحب ان دنوں حضرت خلیفہ اول سے پڑھا کرتے تھے۔ ہمارے لئے یہ عجیب بات تھی کہ وہ ہمیشہ ہی دوائی لینے آجاتا ہے۔ ایک دن ہم نے اس سے پوچھا کہ تم روز یہاں آتے ہو۔ اگر تمہارا علاج ٹھیک نہیں ہو رہا۔ تو پھر علاج چھوڑ دو۔ اور کسی اور طبیب سے علاج کراؤ۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ان دنوں زکام کے مریضوں کے لئے نسخہ جات میں شربت بنفشہ لکھا کرتے تھے۔ اس بڑھے نے کہا چونکہ مجھے یہاں شربت پینے کو مل جاتا ہے۔ اس لئے میں روز دوائی لینے آجاتا ہوں۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

نے اسے کئی دفعہ نماز پڑھنے کی نصیحت کی وہ کہا کرتا تھا آپ کی نماز بھی کوئی نماز ہے۔ مسجد میں نماز پڑھنے گئے اور پھر سلام پھیر کر باہر آگئے جس چیز سے عشق ہو بھلا وہاں سے کوئی باہر بھی آیا کرتا ہے۔ ہم نے تو جس دن سے اپنے پیر کی مریدی کی ہے ہم نماز پڑھ رہے ہیں اور اس دن سے نماز توڑی ہی نہیں۔ اور جب ہم نے نماز توڑی ہی نہیں تو پھر نئی نماز شروع کرنے کا سوال ہی کس طرح پیدا ہو سکتا ہے۔

غرض یاد رکھو کہ صرف باطن کوئی چیز نہیں جب تک ظاہر نہ ہو۔

صحیح روحانی کیفیت

پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے نتیجہ میں کبھی ملامتیت پیدا ہوتی ہے۔ اور کبھی انسان ریا کی طرف پھسل جاتا ہے۔ جو لوگ قشر کی طرف چلے جاتے ہیں۔ ان میں صرف ریا ہی پایا جاتا ہے۔ مثلاً نماز پڑھنا کتنی اچھی بات ہے۔ لیکن ہزاروں ہزار نمازی ایسے ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرماتا ہے

وَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ
عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ
الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ

ہلاکت ہے ایسے نمازیوں پر جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ وہ صرف ریا کے طور پر نمازیں پڑھتے ہیں۔ نماز سے در حقیقت انہیں کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ وہ لوگ اگرچہ نمازیں پڑھ رہے ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایسے نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے۔ یہ کیوں اس لئے کہ وہ صرف دکھاوے کی نمازیں پڑھتے ہیں۔ ظاہر میں وہ قیام کرتے ہیں۔ ظاہر میں وہ قعود کرتے ہیں۔ لیکن یہ ساری کی ساری باتیں دکھاوے کے لئے کرتے ہیں پھر بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کہہ دیتے ہیں ہم باطن میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ باطن تو کسی نے دیکھا نہیں اور اس طرح وہ دوسروں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ مومن کو

ظاہر اور باطن

دونوں کے درست کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ کوئی نماز نماز نہیں جب تک اس کے ساتھ جسم شامل نہ ہو۔ دل کے ساتھ اگر تم ذکر الٰہی کرلو اور ظاہری طور پر نماز نہ پڑھو تو کچھ بھی نہیں۔ اسی طرح اگر ظاہری طور پر نماز پڑھی جائے۔ لیکن دل شامل نہ ہو تو بھی کچھ فائدہ نہیں دیتی۔

حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب

کی ایک صاحبزادی تھیں۔ ان کے بھائی سید عبدالغنی شاہ صاحب انہیں ہر جمعہ ملنے کو جایا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے بھائی سے کہا میں نے دیکھا۔ نماز میں جتنا لطف آتا ہے اس سے کہیں زیادہ لطف ذکر الٰہی میں آتا ہے۔ اس لئے میں ذکر الٰہی لمبا کرتی ہوں۔ سید عبدالغنی شاہ صاحب نے جواب دیا۔ یہ طریق اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ اس سے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ جو ظاہر شریعت نے بتایا ہے۔ وہی ضروری ہے ہوتے ہوتے انہوں نے ایک دن کہہ دیا کہ میں نے سنتیں پڑھنی بھی چھوڑ دی ہیں کیونکہ ذکر الٰہی میں زیادہ لطف آتا ہے اور میں وہ وقت بھی ذکر الٰہی میں خرچ کرتی ہوں۔ ان کے بھائی نے کہا تم کسی دن فرض پڑھنا بھی چھوڑ دوگی۔ آخر ایک دن جب وہ اپنی بہن کو ملنے گئے تو اس نے کہا فرض نمازوں میں بھی وہ مزا نہیں آتا۔ جو ذکر الٰہی میں آتا ہے۔ انہوں نے کہا مجھے یہی ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ شیطان ہے جو تمہیں خدا تعالیٰ کے رستہ سے ہٹانا چاہتا ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ تم لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ کا ورد کیا کرو۔ انہوں نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ کا ورد کرنا شروع کر دیا۔ ایک دن جب ان کے بھائی انہیں ملنے گئے۔ تو انہوں نے کہا آپ نے مجھے بہت اچھا نسخہ بتایا تھا۔ میں نے

کشف میں دیکھا ہے

کہ ایک بندر بیٹھا ہے جس کے متعلق میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ شیطان ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے تو تم سے ساری نمازیں چھڑا دی تھیں۔ لیکن تمہارا بھائی بہت چالاک ہے۔ اس نے تمہیں میرے قبضہ سے چھڑا لیا۔ اب بظاہر تو اس نے یہ بتایا کہ ذکر الٰہی ہی اصل چیز ہے۔ پھر اٹھنا بھی عبادت ہے اور جب عبادت اصل چیز ہے اور وہ ویسے ہی بیٹھ کر بھی کی جا سکتی ہے تو پھر قیام۔ رکوع، سجود اور قعود کی کیا ضرورت ہے۔ مگر اس طرح زنگ لگتے لگتے انسان کہیں کا کہیں چلا جاتا ہے۔

پس اپنے اندر

عزم پیدا کرو

اور ظاہر کو بھی قائم کرو۔ میں نے دیکھا ہے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باطن پر زیادہ زور دیا ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کو ظاہر پر عمل کرنے کی عادت کم ہوتی جا رہی ہے۔ میں دیکھتا ہوں صحابہؓ جتنے روزے رکھتے تھے اتنی ہماری جماعت نہیں رکھتی۔ صحابہؓ جتنی نمازیں پڑھتے تھے وہ ہماری جماعت میں نہیں پائی جاتیں۔ ہمارے نوجوانوں میں تہجد اور نوافل پڑھنے کی عادت بہت ہی کم پائی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایسے نوجوان پائے جاتے تھے جو تہجد اور نوافل باقاعدہ پڑھتے تھے اس کی وجہ یہی ہے کہ آجکل لوگ عموماً یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اصل چیز تو دل کی محبت ہے باقی سب چیزیں ظاہری ہیں جن کی خاص ضرورت نہیں۔

روحانیت کی مثال

دودھ کی سی ہے۔ کیا دودھ بغیر پیالے کے رہ سکتا ہے۔ پیالہ ہوگا تو دودھ باقی رہے گا۔ اسی طرح بے شک باطن ہی اصل چیز ہے۔ لیکن وہ ظاہر کے بغیر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ ہمیں سوچنا چاہیئے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کا باطن خدا تعالیٰ کی محبت سے معمور تھا۔ کیا انہوں نے نمازوں میں کمی کر دی تھی۔ آپ کی نمازوں کے متعلق تو آتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا کہ نماز پڑھتے پڑھتے ان کے پاؤں سوج جاتے ہیں تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اتنی لمبی نمازیں کیوں پڑھتے ہیں کیا خدا تعالیٰ نے آپ سے وعدہ نہیں کیا ہوا کہ اس نے آپ کے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔ عائشہ اگر خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ احسان کیا ہے تو کیا میرا فرض نہیں کہ اس کا اور زیادہ شکریہ ادا کروں۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم باوجود اپنے عظیم الشان مرتبہ کے پھر نماز پڑھتے ہیں۔ فرض پڑھتے ہیں۔ سنتیں پڑھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی نوافل اور ذکر الٰہی سب جاری رکھتے ہیں۔ تو ہمارا یہ خیال کر لینا کہ ہم ان کے بغیر خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لیں گے۔ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ جو چیزیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لئے ضروری ہیں وہ چیزیں ان سے کہیں زیادہ ہمارے لئے ضروری ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا دل روحانیت سے معمور تھا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بلند مرتبہ حاصل تھا۔ اگر آپ کو باوجود ان باتوں کے ظاہری عبادتوں کی ضرورت تھی تو ہمارے لئے تو ان کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ہاں یہ بھی

یاد رکھنا چاہیئے

کہ ہم صرف چھلکے کو ہی کافی نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی کام کو صرف ظاہری طور پر کر لینا اور باطن کا خیال نہ رکھنا بے فائدہ ہوتا ہے مثلاً نماز ہے۔ نماز صرف ظاہری طور پر پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ دل بھی اس میں شامل ہو۔ صرف سر اٹھانا اور گرا لینا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔

پس یہ ضروری ہے کہ جہاں تم ظاہر کی اصلاح کی کوشش کرو وہاں باطن کے لئے بھی کوشش کرو۔ جب تم ظاہر اور باطن دونوں کو ملاؤ گے تو پھر وہ چیز پیدا ہوگی۔ جس سے تم محسوس کرنے لگو گے کہ تمہارے اندر کوئی نئی چیز پیدا ہوگئی ہے۔ دنیا میں معمولی سے معمولی تغیر پیدا ہوتا ہے تو بھی محسوس ہوتا ہے۔ مثلاً جگر بڑھ جاتا ہے یا تلی بڑھ جاتی ہے تو انسان کہنے لگتا ہے کہ مجھے بوجھ سا معلوم ہوتا ہے انسان بیٹھتا ہے تو وہ محسوس کرتا ہے کہ اسے بیٹھنے میں کوئی روک محسوس ہوتی ہے۔ مثانہ میں پتھری پیدا ہو جاتی ہے تو پیشاب کرتے ہوئے انسان محسوس کرتا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں جب پیدا ہو کر انسان کے اندر احساس پیدا کر دیتی ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو جاوے اور پھر احساس پیدا نہ ہو۔ جب کبھی کوئی چیز انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے اس کا احساس بدل جاتا ہے۔ اسی طرح جب اس کے اندر

اللہ تعالیٰ کی محبت

پیدا ہو جاتی ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے کہ اس کے اندر کوئی نئی چیز پیدا ہوگئی ہے۔ اس کا قدرتاً اللہ تعالیٰ پر یقین بڑھ جاتا ہے جب وہ اس کے آثار دیکھتا ہے۔ تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ ایک نئی برکت والی چیز ہے عذاب والی نہیں اور تبھی ہو سکتا ہے جب ظاہر اور باطن دونوں ایک ہو جائیں۔ روحانیت بھی ایک بچہ ہے جس طرح بچہ کیلئے روح اور جسم دونوں چیزوں کی ضرورت ہے جب یہ دونوں چیزیں آپس میں ملتی ہیں تو ان سے روحیت الٰہی پیدا ہوتی ہے عرفان پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہوتا ہے اور ان دو دو

۲۲۔ دونوں چیزوں سے ہی انسان کامل ہوتا ہے۔ اور ہماری جماعت کو ان دونوں کے پیدا کرنے اور ان کو زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ (الفضل مورخہ ۱۰ ...)

جماعت احمدیہ حیدرآباد کے زیر اہتمام

ایک عظیم الشان جلسۂ عام

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد

جماعت احمدیہ حیدرآباد کے اہتمام مورخہ ۲۳ر جون بروز اتوار احمدیہ جوبلی ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل ایڈووکیٹ یادگیر منعقد ہوا۔ اس جلسے کے عنوانات ایسے مقرر کئے گئے جو کہ صرف عیسائیت کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے۔ اس لئے وسیع پیمانے پر شہر میں اشتہار تقسیم کیا گیا اور روزنامہ ملاپ اور سیاست وغیرہ مقامی اخبارات میں بھی اس جلسہ کے متعلق اعلان شائع کیا گیا۔ علاوہ ازیں چند خدام کو اس ڈیوٹی پر مقرر کیا گیا کہ وہ شہر کے کلیساؤں اور چرچوں میں اس اشتہار کو تقسیم کریں۔ چنانچہ انہوں نے شہر کے کم و بیش تمام چرچوں میں جا کر اشتہار تقسیم کیا۔ علاوہ ازیں سرکردہ مقامی عیسائی پادریوں سے مل کر زبانی بھی اطلاع دی۔ لیکن جماعت احمدیہ کی تقریریں جو کہ تردید عیسائیت میں کی جانے والی ہوں سننے کی طاقت عیسائیوں کو کہاں نصیب! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خوبی سے صلیب کو توڑا ہے۔ کہ احمدیہ جماعت کے سامنے کھڑے ہونے کی طاقت کسی بڑے سے بڑے پادری کو بھی میسر نہیں۔ اس لئے کوئی ذمہ دار عیسائی اس جلسہ میں شرکت کی خاطر نہیں آیا۔ البتہ انہیں معلوم ہوا ہے کہ لاؤڈ سپیکر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کئی عیسائی ہماری تقریریں چھپ چھپ کر سنتے رہے۔ اس طرح ان پر ہمیں اتمام حجت کا موقعہ ملا۔

اس جلسہ کی کارروائی ٹھیک چار بجے مکرم جناب رفعت اللہ صاحب غوری یادگیری کی تلاوت قرآن کریم کے ساتھ شروع ہوئی۔ مکرم محمد عبدالقیوم صاحب بی۔اے کی نظم خوانی کے بعد مکرم میر احمد صاحب خادم ایم۔اے جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ حیدرآباد نے تعارفی تقریر فرمائی جس میں انہوں نے بتایا کہ عیسائیت کے عظیم فتنہ کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کا صلیب شکن مبعوث فرمایا۔ انہوں نے آکر اسلام کی حفاظت اور عیسائیت کی مدافعت کے لئے علم و عرفان کے ایسے دلائل دنیا کے سامنے رکھے جن کا مقابلہ کرنے کی جرأت آج تک عیسائی دنیا کو نصیب نہیں ہوئی چنانچہ عیسائیت کی یہ شکست ہوئی۔ اس نقطہ کو دور کرنے اور مسلم نوجوانوں کو اس فتنے سے آگاہ کرنے کے لئے جماعت احمدیہ حیدرآباد نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ تردید عیسائیت میں ہر ہفتہ یہاں جلسہ منعقد کیا جائے۔ اس سلسلہ کی دوسری کڑی کے طور پر آج کا یہ جلسہ منعقد کیا جا رہا ہے۔

اس تعارفی تقریر کے بعد سب سے پہلے خاکسار نے تردید الوہیت مسیح پر تقریر کی۔ جس میں بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اصل تعلیم کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت کی بنیاد توحید پر رکھی گئی تھی۔ عہد نامہ جدید (انجیل) کے کئی حوالوں کو پیش کرتے ہوئے اس حقیقت کی وضاحت کی نیز بتایا کہ حضرت مسیح ناصریؑ نے اگر ابن اللہ ہونے کا دعویٰ فرمایا تھا تو صرف ان ہی معنوں میں کہ جن معنوں میں اس لفظ کا اطلاق سابق انبیاء کے ساتھ کیا گیا تھا اور اس کے معنے سوائے محبوب اور مقرب الٰہی کے اور کچھ نہیں تھے۔ اس کے بعد عیسائیوں کے دلائل کی تردید از روئے انجیل کی گئی۔ خاکسار کی یہ تقریر تقریباً ۴۰ منٹ تک ہوئی۔

اس کے بعد مکرم عبدالقادر صاحب احمدی سابق عیسائی مبلغ نے بعنوان "تجسم الٰہی کا تصور از روئے بائبل" تقریر کی۔ انہوں نے عیسائیوں کے اس عقیدہ کی تردید کی کہ ابتداء میں کلام تھا۔ اور یہی خدا مجسم ہو کر حضرت مسیح ناصری کے روپ میں دنیا میں آیا۔ موصوف نے مختلف انجیلی حوالجات سے کلام کی تعریف کرتے ہوئے بتایا کہ کلام سے مراد احکام خداوندی اور تعلیم ربانی کے ہیں۔ حالانکہ انجیل مقدس میں کہیں بھی تجسم الٰہی کا ذکر نہیں۔ بلکہ تجسم کی نفی کی گئی ہے۔ چنانچہ موصوف نے مندرجہ ذیل حوالہ سے ثابت کیا کہ عیسائیت میں کہیں مجسم ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

> "اگرچہ انہوں نے خدا کو جان تو لیا مگر اس کی خدائی کے لائق اس کی بڑائی اور شکر گزاری نہ کی۔ بلکہ باطل خیالات میں پڑ گئے اور ان کے بے سمجھ دلوں پر اندھیرا چھا گیا۔ وہ اپنے آپ کو دانا جتا کر بے وقوف بن گئے۔ اور غیر فانی خدا کے جلال کو فانی انسان اور پرندوں اور چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کی صورت میں بدل ڈالا"

گر غیر فانی انسان کو خدا کا مقام دینا باطل عقائد کی تسبیح ہے اور نہ الفاظ کے ساتھ ناشکرگزاری ہے۔ اس کے بعد آپ نے کہا کہ مسیحؑ کی بعثت صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں تھی۔

آخری تقریر مکرم الحاج چوہدری مبارک علی صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن کی تھی۔ بعنوان تھا "اسلام کا بانیٔ عیسائیت پر احسان عظیم" موصوف نے حضرت رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ان احسانات کا جو کہ آپ نے حضرت مسیح ناصری کی ذات، اُن کے خاندان اور حواریوں پر کئے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تورات و انجیل کے مطالعہ سے حضرت عیسےٰ اور اُن کا خاندان مختلف قسم کے الزامات کے مورد ٹھہرتے ہیں۔ چنانچہ انجیل متی ۱ میں یسوع کا نسب نامہ کے عنوان کے نیچے تین عورتوں کا ذکر ہے۔ اور تورات میں لکھا ہے کہ یہ تینوں بدکار اور زناکار عورتیں تھیں اور تورات میں یہ بھی حوالہ موجود ہے کہ بدکاروں کی نسل کبھی نام آور نہ ہوگی (استثنا $\frac{12}{2}$) حالانکہ قرآن کریم حضرت مسیح ناصری کے خاندان کو پاکیزہ ٹھہراتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا

ماکان ابوکِ امرأ سوءٍ وماکانت اُمّکِ بغیا

یعنی حضرت مریمؑ کے باپ کوئی برے آدمی نہ تھے اور نہ ہی ان کی والدہ کوئی بدکار عورت تھیں۔ نیز انجیل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام حضرت مسیح پر ایمان نہیں لائی تھیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں قرآن کریم ہمیں وامّہ صدیقۃ اور وصدقت بکلمٰت ربّہا فرما کر انہیں مومنہ اور صدیقہ ٹھہراتا ہے۔ علاوہ ازیں انجیل ہمیں اس قسم کی باتیں بتاتی ہے۔ جس کو ماننے سے ہمیں حضرت مسیح ناصری کی عصمت و عفت پر شک و شبہ پیدا ہوتا ہے۔ جیسی یسوع کے متعلق انجیل ہمیں بتاتی ہے کہ نعوذ باللہ یسوع کو ایک بدچلن عورت سے معاشقہ تھا۔ اور وہ اس بدچلن عورت کے گھر میں جایا کرتے تھے۔ اور تنہائی میں ملا کرتے تھے وغیرہ۔ یہ ایک ایسا الزام ہے جو کہ ایک شریف انسان کے شایان شان نہیں تھا۔ لیکن قرآن کریم نے و ایدناہ بروح القدس فرما کر حضرت مسیح ناصری پر عظیم احسان کیا ہے۔

آپ نے حضرت مسیح ناصری کے حواریوں پر انجیل کی رو سے جو جو اعتراضات وارد ہوتے ہیں کا ذکر کرنے کے بعد ان تمام اعتراضات کی قرآن کریم کے حوالجات سے مدلل طور پر تردید کی۔

آخر میں صدر صاحب محترم نے تمام حاضرین و مقررین کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا کے بعد یہ عظیم الشان جلسہ ٹھیک سات بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ میں احمدیوں کے علاوہ عیسائیت سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کافی تعداد میں حاضر تھے۔ اور اُن کا کہنا ہے کہ عیسائیت کا مقابلہ اگر آج دنیا میں کوئی جماعت کر سکتی ہے تو وہ صرف جماعت احمدیہ ہی کر سکتی ہے۔ اس لئے کہ جس قسم کے دلائل تورات اور انجیل ہی سے عیسائیت کی تردید میں احمدی علماء کی طرف سے پیش کئے جا رہے ہیں وہ نہایت ہی معقول اور ناقابل تردید ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج عیسائیت کے بڑے بڑے پادری اور سرکردہ علماء جماعت احمدیہ کے سامنے آنے سے گریز کر رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام سعید روحوں کو اس فتنہ کے خطرناک روحانی پہلو کو سمجھنے اور اس سے کنارہ کشی اختیار کرنے کی توفیق عطا کرے۔

دوسرا جلسہ

ہمارے جلسوں کے متعلق اشتہارات اور مقامی اخبارات میں اعلانات کے ذریعہ شہر میں اطلاع پہنچتی رہتی ہے۔ جب عیسائی حلقوں میں ہمارے ان پروگراموں کا علم ہوا تو ان کے اندر کھلبلی مچ گئی۔ اور سنگین حالات کی آڑ لے کر ان جلسوں کو بند کرنے کا منصوبہ سوچنے لگے۔ چنانچہ ایک مشہور عیسائی پادری امیر اللہ صاحب علوی نے "جماعت احمدیہ کے قابل اعتراض پمفلٹ" کے زیر عنوان ایک مقامی روزنامہ سیاست مورخہ ۲۵ر جون ۱۹۶۳ء میں مندرجہ ذیل مراسلہ شائع کر دیا۔

"چند نوجوانوں نے آج سندوستانی چرچ کی احاطہ میں کچھ ورقے تقسیم کئے۔ ورقے احمدی جماعت کے ایک جلسہ عام کے بارے میں تھے جس میں مسیحیت کے خلاف چند تقاریر کے عنوانات کا اعلان تھا۔ مقصد اور زبان کے اعتبار سے یہ ورقے ہمارے لئے تکلیف دہ رہے۔ مثلاً تردید الوہیت مسیح وغیرہ۔ اگر آداب اخلاق سے ناواقف کوئی مسیحی بھی اس قسم کے قابل اعتراض عنوانات مقرر کرے گا۔ تو ظاہر ہے کہ اس کی زبان سے بھی ایک مسلمان کو تکلیف پہنچے گی۔

اس سے قبل بھی اس کے متعلق بعض

۲۰۰ کے ذریعہ بھی نئے احمدی جماعت کی توجہ مناسب طریق تبلیغ اختیار کرنے کی طرف

برائی تھی لیکن افسوس ہے کہ شاید ہماری اپیل بے اثر رہی۔ احمدی جماعت کا یہ طریقہ تبلیغ ہنگامی حالات اور قومی یکجہتی تمام تقاضوں کے خلاف ہے۔ بحیثیت ہندوستانی شہری کے ہمیں تجربات کی روشنی میں فکرمند ہونا پڑتا ہے کہ آخر احمدی جماعت کے مقاصد کیا ہیں؟"

چیپل اڈمن امیر اللہ علوی پادری
نامپلی اسٹیشن روڈ

مکرم پادری صاحب کے اس اعلان کو پڑھ کر ہمیں یہ شعر یاد آیا کہ

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

آئے دن عیسائیوں کی طرف سے حیدرآباد کے کئی کونوں اور خاص کر اُن محلوں میں جہاں مسلمان آبادی کی کثرت ہے۔ تقریروں اور چھوٹے چھوٹے پمفلٹوں کی تقسیم کے ذریعہ عیسائیت کی تبلیغ کی جا رہی ہے اور اسلامی تعلیم سے ناآشنا مسلمان نوجوان ان کے دام فریب میں پھنستے جا رہے ہیں اس لئے جماعت احمدیہ نے اس فتنۂ عظیم کے انسداد کے لئے یہ پروگرام بنایا تھا۔ اس کے بعد ہمارے عیسائی پادری کو ہنگامی حالات اور قومی یکجہتی کا بہانہ سوجھا۔ ان عیسائی پادریوں کی منطق بھی ہمیشہ عجیب اور نرالی ہوتی ہے۔ لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے عجیب عجیب طریقے اختیار کرتے ہیں۔

چنانچہ مذکورہ بالا اعلان کے جواب میں ہماری طرف سے مندرجہ ذیل مراسلہ مورخہ ۲۷ رجون ۱۹۶۳ء کے اخبار سیاست میں زیر عنوان "جماعت احمدیہ کے مقاصد" شائع ہوا۔

"اخبار سیاست کی ۲۵ رجون والی اشاعت میں جناب امیر اللہ صاحب علوی پادری کا شائع شدہ مراسلہ پڑھ کر بڑی حیرت ہوئی۔ پادری صاحب مراسلہ کے آخر میں دریافت فرماتے ہیں کہ آخر احمدی جماعت کے مقاصد کیا ہیں۔

مجھے اس سلسلہ میں صرف یہی کہنا ہے کہ جماعت احمدیہ کے مقاصد دستور ہند کی رو سے حاصل شدہ مذہبی آزادی کو قانون اور دستور کے دائرے میں رہ کر محبت بھرے اور پُر وقار انداز میں استعمال کرنا ہے۔ عیسائی مبلغ بھی تو اپنے مقاصد کی تشریح و وضاحت کرتے ہیں۔ لیکن اگر ان کے پروپیگنڈے کے خلاف اگر کوئی پر وقار مذہبی جلسہ منعقد کیا جائے تو اس پر معترض ہوتے ہیں۔ مذہبی مباحث اور عقائد کی تفصیلات ایک علمی رنگ رکھتی ہیں پادری صاحب قبل ازیں احمدیہ جوبلی ہال کے علمی مباحث میں شریک ہوتے رہتے ہیں۔ اور ہمیں توقع ہے کہ اگر انہیں اپنے معلومات اور مذہبی لٹریچر پر بھروسہ ہو تو وہ بمع اپنے احباب کے احمدیہ جوبلی ہال تشریف لایا کریں گے جہاں عیسائیت کے تعلق سے مزید عنوانات پر آئندہ ہر اتوار کو احمدیہ جوبلی ہال میں علمی اور مذہبی جلسے منعقد ہوا کریں گے جن میں سنجیدہ اور صداقت کے متلاشی عیسائی احباب کو خوش آمدید کہا جائے گا اور جلسہ کی تفصیلات سے وقتاً فوقتاً دیگر اور مؤقر اخبارات کے ذریعہ مطلع کیا جاتا رہے گا

مبارک احمد چوہدری
انچارج تبلیغ احمدیہ جوبلی ہال
افضل گنج

چنانچہ اس اعلان کے مطابق مورخہ ۳۰ رجون ۱۹۶۳ء بروز اتوار احمدیہ جوبلی ہال میں ٹھیک تین بجے بعد دوپہر خاکسار کی زیر صدارت ایک عام جلسہ منعقد ہوا چونکہ اس جلسہ کے متعلق تمام شہر میں وسیع پیمانہ پر اشتہارات تقسیم کئے گئے تھے۔ اور مقامی اخبارات میں بھی اعلان شائع کیا گیا تھا۔ اس لئے احمدیوں کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر احمدی حضرات بھی تشریف لائے اور تا اختتام جلسہ نہایت دلی توجہ اور انہماک سے تمام تقاریر سماعت فرماتے رہے۔

جلسہ کا آغاز مکرم میر احمد علی صاحب ہاشمی کی تلاوت اور مکرم محمد مسعود احمد صاحب کی نظم کے بعد شروع ہوا۔

سب سے پہلی تقریر مکرم عبدالقادر صاحب احمدی (سابق عیسائی پادری) کی زیر عنوان "عالمگیر مذہب از روئے بائیبل" ہوئی۔ آپ نے بتایا کہ بائیبل کے ذریعہ جتنے مذاہب کا ہمیں علم ہوتا ہے ان میں دو مذاہب زیادہ تر قابل ذکر ہیں یعنی یہودیت اور عیسائیت۔ یہ خود ہی بائیبل میں بتاتی ہے کہ یہ مذہب مختص القوم اور مختص الزمان ہے۔ تمام جہان کے لئے نہیں۔ علاوہ ازیں بائیبل کا پیش کردہ خدا صرف بنی اسرائیل یا عبرانیوں کا خدا ہے۔ اسی طرح بائیبل کسی ایسے نبی کو پیش نہیں کرتی جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ قبیلوں سے باہر ہو۔ بائیبل کے پیش کردہ کسی نبی نے بھی دعویٰ نہیں کیا کہ میں سارے جہان کے لئے آیا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا تھا کہ تم غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔"

(متی باب ۱۰ آیت ۵، ۶)

اس کے برعکس اسلام کا پیش کردہ خدا اور رسول اور کتاب تمام جہانوں کے لئے ہیں۔ چنانچہ اسلام ایک ایسے رب کو پیش کرتا ہے جو تمام عالم کا پالنہار ہے۔ اسی طرح نبی اکرم کے متعلق فرمایا کہ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ یعنی تمام دنیا میں یہ منادی کر دو کہ میں تم سب کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اسی طرح اسلام ایک ایسی کتاب کو پیش کرتا ہے جس کے متعلق فرماتا ہے کہ تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعالمین نذیراً۔ یعنی وہ ہستی بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندہ (رسول اکرم صلعم) پر قرآن کریم نازل فرمایا جو کہ تمام جہانوں کے لئے ہے!

ان قرآنی حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ صرف اسلام ہی عالمگیر مذہب ہونے کا دعویدار ہے۔ اس کے علاوہ تمام مذاہب خصوصاً عیسائیت کا دعویٰ ایک مخصوص قوم کے لئے ہونے کا ہے۔

مکرم عبدالقادر صاحب کی یہ تقریر نصف گھنٹہ تک رہی۔ اس کے بعد مکرم الحاج چوہدری مبارک علی صاحب فاضل انچارج مبلغ آندھرا پردیش نے زیر عنوان "دنیا کا آخری نجات دہندہ از روئے بائیبل" تقریر فرمائی۔ آپ نے نجات کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ اصل میں یہ ایک عربی لفظ ہے۔ جس کے معنے کسی چیز سے چھٹکارا پانے یا پناہ میں جانے کے ہیں۔ مذہبی اصطلاح میں انسان کا شیطان سے چھٹکارا پا کر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں مل جانے کے معنے لئے گئے ہیں۔ مسیحیت جس قسم کا تصور نجات دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان پیدائش سے ہی گنہگار ہے۔ اس لئے اس کی پیدائشی لعنت سے اُسے چھٹکارا دینے کے لئے خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں نازل کیا۔ اور اس کی صلیبی موت کو تمام دنیا کی نجات کا ذریعہ بنایا۔ اور یہ طریق نجات صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو یسوع مسیح پر ایمان رکھیں گے۔

فاضل مقرر نے اس عجیب و غریب طریقہ نجات کی تردید کرتے ہوئے نجات کے بارے میں حضرت مسیح ناصری کے بعض اقوال پیش کئے جن سے صریح طور پر ثابت ہے کہ نیک اعمال اور خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم کے ذریعہ سے ہی نجات حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ مقرر صاحب نے یعقوب ۲/۱۴۔ ۲ پطرس ۱/۱۰، عبرانیوں ۱۳/۱، رومیوں ۱۳/۱۲-۱۴، افسیوں ۲/۱۰ وغیرہ حوالہ جات سے اس بات کو ثابت فرمایا۔

اس کے بعد آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح کے اقوال سے یہ ثابت ہے کہ آپ کا مشن صرف بنی اسرائیل کے لئے تھا۔ ایسی صورت میں آپ کو تمام دنیا کا نجات دہندہ قرار دینا مدعی سست گواہ چست والی بات ہے۔

علاوہ ازیں حضرت مسیح اگر دنیا کے آخری نجات دہندہ ہوتے تو بعد میں آنے والے ایک عظیم الشان نبی کے بارے میں آپ کبھی بھی پیشگوئی نہیں فرماتے۔ اس کے بعد مقرر صاحب نے حضرت نبی اکرم صلعم کے متعلق حضرت مسیح علیہ السلام کی بعض پیشگوئیاں اور بشارتیں انجیل کے حوالہ سے سامعین کے سامنے پیش کیں۔ اور اس موعود نبی کی صداقت کی علامات کا جو کہ حضرت مسیح کے ذریعہ ثابت ہیں ذکر کیا

اس کے بعد خاکسار نے ایک مختصر صدارتی تقریر کی اور دعا کے بعد یہ جلسہ ٹھیک چھ بجے اختتام پذیر ہوا۔ تمام احباب کرام سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان پروگراموں کو کامیاب بنائے۔ اور [illegible] اسلام کی برتری تمام ثابت کرنے کے لئے ہماری یہ ناچیز کوششیں خدا تعالیٰ کے حضور میں مقبول ہوں۔

بقیہ صفحہ ۲

سے بند کر دیا۔ ورنہ یہ ان لوگوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و ارشادات پر اعتقاد رہا۔ اسلئے کہ جب حسب پیشگوئی حکم و عدل آگیا تو اس کی شان کے متعلق طرح طرح کے شکوک و شبہات میں مبتلا ہو گئے ہیں اور محض خوش خیالی کی بنا پر اپنے طریق کار کو حق پر سمجھ رہے ہیں ورنہ اگر وہ اپنے ہی الفاظ میں ان خوش خیالیوں کے تار عنکبوت کو توڑ کر باہر کی دنیا میں آئیں اور دیکھیں کہ باوجود شہادت فی سبیل اللہ کی بڑی بڑی آرزوؤں کے شہادت حقہ کے کتنے ہی مواقع کو وہ خود ضائع کر رہے ہیں۔ اس کے مقابل پر مسیح موعود علیہ السلام کی پاک جماعت کے ہزار ہا ہزار افراد دین حق کی خدمت اور اس کی تبلیغ میں تن من دھن سے مشغول ہیں جن کی بے مثال قربانیوں کے نیک نتائج ایک دنیا کے سامنے ہیں!!

فاعتبروا یا اولی الابصار

جماعتہائے احمدیہ کشمیر کا تربیتی و تبلیغی دورہ

مرتبہ شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

(۲)

باڑی پورہ میں صوبائی ممبران کی میٹنگ

حسب پروگرام ہم ۱۲ر جون کو باڑی پورہ جانے والے تھے کہ ۵ ار جون کو ہمیں یہ افسوسناک خبر سنی گئی کہ محکمہ کمالیات ہند کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو غیر منصفانہ نوٹس ملا ہے۔ جس کو سنکر ہر احمدی کا دل دکھا اور جماعتوں کو سخت بے چینی اور پریشانی ہوئی۔ ہمیں پروگرام میں تبدیلی کرنی پڑی اور ہم بجائے باڑی پورہ جانے کے سرینگر آ گئے۔ تاکہ ہم جناب بخشی غلام محمد صاحب وزیر اعظم کشمیر کو ملکر جناب پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم بھارت سرکار کے سامنے اپنی معروضات پیش کریں۔ چنانچہ ہمارا وفد مکرم جناب بخشی غلام محمد صاحب کو بتاریخ ۶/۲۱ ۶۲ ملا۔ اور ہم نے روئداد پیش کرتے ہوئے جماعتوں کی پریشانی محکمہ کمالیات کے نوٹس کے متعلق جو مقدس مقامات کے نیلام کے بارہ میں دیا گیا ہے ہوئی ہے معاملہ پیش کیا۔ ہم نے یہ بھی عرض کی کہ آپ اس معاملہ میں تعاون فرما کر ہم افراد جماعتہائے احمدیہ کشمیر کو تسلی اور اطمینان کا موجب بنیں۔

جناب مکرم بخشی صاحب نے اس سلسلہ میں تعاون کا وعدہ فرمایا

۶/۲۲ ۶۲ کو صوبائی اجلاس کے لئے ہم یعنی مکرم بابو تاج الدین صاحب پراونشل امیر جماعتہائے احمدیہ کشمیر و مکرم بابو محمد یوسف صاحب پراونشل امیر جماعت ہائے احمدیہ جموں و مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب فاضل اور خاکسار حمید اللہ مبلغ سلسلہ باڑی پورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور باڑی پورہ چار بجے پہنچ گئے۔ باہر کی مختلف جماعتوں سے بھی دوست تشریف لائے اور تمام دوستوں کے لئے قیام و طعام کا انتظام مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک سیکرٹری امور عامہ جماعتہائے احمدیہ کشمیر نے کیا فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اجلاس کی کارروائی مسجد احمدیہ میں شروع ہوئی صدارت کے فرائض مکرم بابو تاج الدین صاحب امیر جماعت نے ادا کئے۔ لوگوں کا ہجوم بہت تھا۔ اور ان میں بعض غیر احمدی احباب بھی تھے۔ چنانچہ تبلیغ کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ریزولیوشن سے پہلے ایک تبلیغی لیکچر مکرم مولوی عبد الواحد صاحب فاضل پراونشل سیکرٹری تبلیغ نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موضوع پر دیا۔ جو سامعین کی دلچسپی اور خوشی کا باعث بنا۔ اور اس کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ چنانچہ قرار پایا کہ محکمہ کمالیات کی طرف سے جو نوٹس صدر انجمن احمدیہ قادیان کو مقدس مقامات کے متعلق غیر منصفانہ طور پر دیا گیا ہے جماعتہائے احمدیہ جموں و کشمیر اس کی مذمت کرتے ہوئے اپنے محبوب رہنما جناب پنڈت جواہر لال نہرو سے انصاف چاہتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ جناب وزیر اعظم صاحب بھارت سرکار مقدس مقامات قادیان کے متعلق منصفانہ طور پر فیصلہ فرما کر ہم کشمیر کے تمام احمدیوں کو خوشی اور مسرت کا موقعہ عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ ایک محضر نامہ جناب آنریبل پنڈت جواہر لال صاحب نہرو وزیر اعظم بخدمت سرکار کی خدمت عالیہ میں بھیجنے اور اس کی نقل جناب بخشی غلام محمد صاحب اور پریس کو دینے کا فیصلہ ہوا۔ اور اس اجلاس کی کارروائی میں صوبائی مجلس عاملہ کشمیر کے ممبران کے علاوہ مبلغین اور عہدیداران اور احباب شامل تھے۔

بعد نماز فجر ایک تربیتی تقریر

مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے بعد نماز فجر ایک تربیتی تقریر کی آپ نے بتایا کہ انسان فطری طور پر متمدن واقع ہوا ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنا اس کے ضمیر میں داخل ہے۔ اور اس کے لئے قوانین و قواعد کا پابند ہوتا ہے۔ اس کا اصل مقصود عبادت الٰہی ہے۔ مگر اس کے ساتھ دنیوی کاموں کو بھی سر انجام دینا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کی ہدایت کے سامان فرماتا رہا ہے۔ اور یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک بدرجہ کمال پہنچ گیا

جو طبائع اپنے آپ کو نظام سے آزاد رکھنا چاہتی ہیں۔ وہ اپنے معاشرہ میں ٹھوکریں کھاتی رہتی ہیں۔ اور دنیا میں ناکام ہوتی ہیں۔ جماعت احمدیہ نے اسلام کے مکمل ضابطۂ حیات کو دنیا میں دوبارہ مروج کرنے کا انتظام کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں اس نے ایک تنظیم مقرر کی ہے ہماری کامیابی اور کامرانی اس بات پر منحصر ہے کہ ہم نظام کی پوری پابندی کریں اور سلسلہ کی ضروریات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالیں۔

مورخہ ۶/۲۳ کو بعد دوپہر ہمارا وفد چک ایبرچ کے لئے روانہ ہوا۔ مکرم مولوی عبد الواحد صاحب فاضل صدر جماعت احمدیہ آسنور بھی شامل تھے۔ ہم ٹھیک دو بجے کے قریب چک ایبرچ پہنچ گئے۔

چک ایبرچ میں تربیتی جلسہ

چک ایبرچ میں ایک تربیتی جلسہ زیر صدارت مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب منعقد ہوا۔ اور تلاوت قرآن کریم خاکسار نے کی۔ نظم مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ سلسلہ نے پڑھی۔ اس کے بعد سب سے پہلے جماعت احمدیہ چک ایبرچ نے یہ ایڈریس پیش کیا۔

"مرکزی مبلغ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب فاضل شاہد کی آمد اور ان کے تقرر پر حضرت صاحبزادہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کا جماعت احمدیہ چک ایبرچ کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور مبلغ صاحب کو خوش آمدید کہتا ہوں اور ان سے ہر طرح تعاون کرنے کی یقین دہانی اور چندوں اور اخبار کے اجراء کے متعلق اپیل کی۔

مولوی محمد کریم الدین صاحب نے اس ایڈریس کا یہ جواب دیا کہ میں جماعت احمدیہ چک ایبرچ کے جذبات کا احترام کرتا ہوں۔ اور شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھ سے ہر طرح کا تعاون کرنے کا اظہار کیا۔ ہماری جماعت ایک تبلیغی جماعت ہے اور ہمارے اصولی عقائد وہی ہیں جو تمام مسلمانوں کے ہیں۔ نہ کوئی نیا کلمہ ہے اور نہ ہی کوئی نیا قرآن۔ جیسا ہمارے مخالفین عوام میں غلط فہمی پھیلاتے ہیں۔ ہم تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو جو آج کل کس مپرسی کی حالت میں ہے دوبارہ زندہ کرنے اور مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنانے کا عزم رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کی حالت پر رحم کرتے ہوئے اپنے ایک برگزیدہ کو بندہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو بھیجا ہے۔ اور میری جماعتہائے احمدیہ سرینگر میں تقرری بھی اسی مقصد کے لئے ہے۔ آخر میں آپ نے چندہ جات کے متعلق اپیل کرتے ہوئے زور دیا اور اخبار کی اشاعت کی طرف توجہ دلائی۔

دوسری تقریر تبلیغ کی اہمیت کے موضوع پر خاکسار نے کی۔

تیسری تقریر اطاعت و تعاون کے موضوع پر مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ سلسلہ نے کی آپ نے صحابہ کرام کے چیدہ چیدہ واقعات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ صحابہ کرام نے اطاعت اور تعاون کے ذریعہ دین و دنیا میں کامیابی حاصل کی۔ اور ابو جہل جس نے نافرمانی کی ہمیشہ کے لئے مردود کہلایا مولوی صاحب نے احباب جماعت کو تفصیل سے اطاعت و تعاون کی طرف توجہ دلائی۔

چوتھی تقریر دینی مجالس کی برکات!

کے موضوع پر مکرم مولوی عبد الواحد صاحب فاضل نے فرمائی۔ آپ نے مختلف مثالوں سے ثابت کیا کہ اس قسم کے اجلاسات میں انسان اپنی علمی قابلیت اصلاح نفس اور روحانی ترقی کر سکتا ہے۔ آپ نے بتایا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دینی مجالس کو قائم رکھنے کے لئے مجلس انصار اللہ مجلس خدام الاحمدیہ۔ مجلس اطفال الاحمدیہ مجلس لجنہ اماء اللہ کی تحریک کی۔ گویا حضور انور نے چھوٹوں سے لے کر بڑوں تک اور مرد و عورت سب کو دینی مجالس میں منسلک کر دیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس کو عملی جامہ پہنائیں۔ رات کا قیام مکرم راجہ غلام محمد صاحب صدر جماعت کے ہاں رہا۔ دوسرے دن ہم بانڈی پورہ پہنچ گئے۔ رات کو ہم بانڈی پورہ رہے ہمارا قیام مکرم خواجہ غلام محمد صاحب کے ہاں رہا۔ انکی مہمان نوازی کا بہت شکریہ۔ صبح ہمارا وفد سوپور کے راستہ سے سرینگر روانہ ہوا۔ سوپور میں مکرم بابو محمد یوسف صاحب اور خاکسار نے کچھ لٹریچر تقسیم کیا۔ زبانی تبلیغ بھی جاری رکھی۔ شام کو ہم سرینگر پہنچ گئے۔

آخر میں ان تمام احباب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنے اخلاص اور محبت کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

خاکسار

شیخ حمید اللہ مبلغ سلسلہ احمدیہ

حال سرینگر

حج بیت اللہ شریف و زیارت مدینہ منورہ (بقیہ صفحہ اول)

خاکسار کے عرض کرنے پر کہ حیدرآباد دکن سے شیخ صاحب کرسی سے اُٹھ کر میرے ساتھ لپٹ گئے اور کہنے لگے کہ آپ کا نام چوہدری مبارک علی صاحب ہے؟ خاکسار کے منہ سے بھی بے اختیار نکلا کہ آپ شیخ محمود احمد صاحب تو نہیں۔ معلوم کا اندازہ درست نکلا ساتھ ہی ان کی تنہائی جو محسوس کر رہا تھا وہ دور ہو گئی۔ خاکسار بھی اپنا کمرہ چھوڑ کر شیخ صاحب کے کمرے میں چلا گیا۔ اس کے بعد ملن میں واپسی تک کھانے پینے سے لیکر ہر عبادات ہم دونوں اکٹھے ہی ادا کرتے رہے مدینہ میں دور سے مقامات مقدسہ کے تاثرات بیان کرنے سے قبل ایک عجیب لطیفہ بیان کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس امر کا اندازہ ہو کہ احمدیوں کے متعلق کس قدر غلط فہمیاں کی گئی ہیں۔

جس کمرہ میں خاکسار مکرم شیخ محمود احمد صاحب کی ملاقات سے قبل ٹھہرا تھا اس میں حیدرآباد دکن کے چار پانچ افراد ٹھہرے ہوئے تھے ان میں ایک ایڈووکیٹ صاحب تھے۔ ان میں سے کوئی بھی مجھے نہیں جانتا تھا۔ خاکسار کا زیادہ وقت مسجد نبوی میں ہی گزرا کرتا تھا۔ اور کبھی کبھی کمرہ میں آتا تھا۔ ایک دن وکیل صاحب موصوف دریافت کرنے لگے کہ حاجی صاحب! آپ سارا دن کہاں رہتے ہیں خاکسار نے عرض کیا کہ میں نماز کے بعد اصحاب الصفہ والے مقام پر قرآن کریم پڑھتا رہتا ہوں۔ باتوں باتوں میں احمدیوں کا بھی ذکر آیا۔ فرمانے لگے۔ یہ لوگ کام تو بہت اچھے کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ یہ لوگ حج کو نہیں آتے اور اُن میں جو قادیانی گروہ ہے اُن کا حج تو قادیان ہی میں ہوتا ہے۔ اگرچہ مدینہ میں کافی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر اس موقعہ پر خاکسار سے رہا نہ گیا۔ اور عرض کیا کہ وکیل صاحب! یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ یہ خادم آپ کے سامنے بیٹھا ہے۔ وہ ذرا بھی کچھ نہ سمجھ سکے کہ میں بلا میران تھا کہ اس شخص کو قرآن سے اتنی محبت اور عشق کیوں ہے؟ مولوی صاحب! سچ بتاؤں میں نے جب سے آپ لوگوں کی تفسیر پڑھی ہے مجھے بھی قرآن میں عجیب کشش معلوم ہوتی ہے۔ ایام حج تک جب جون ۱۲ کے قریب احمدی ایک ہی جگہ اکٹھے ہو گئے اور خدا کے فضل سے خاکسار کے علاوہ تین احمدی مبلغ بھی تھے تو ایک روز مسجد حرام میں اس وکیل صاحب سے خاکسار نے عرض کیا کہ وکیل صاحب! آئیے اب آپ کو چوہدہ قادیانی تو ایک جگہ ٹھہرے ہوئے بتاتا ہوں۔

اس امر سے اندازہ ہوتا ہے کہ عوام تو ایک طرف پڑھا لکھا طبقہ بھی مولویوں کے زہریلے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو چکا ہے

انشاء اللہ العزیز اب وہ دن قریب ہیں جب ہمارے بھائیوں کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ اس پردہ کو بھی ہٹا دے گا اور وہ محسوس کریں گے کہ اس برگزیدہ جماعت پر ناحق اتنا بڑا اتہام اور الزام لگایا گیا تھا اور وہ اس سے بھلا بدگمانی میں گمان کا کمزور سے کمزور فرد بھی اسلام اور رسول اللہ کا سچا عشق اور درد اپنے دل میں رکھتا ہے۔

مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے نسبتاً سرسبز ہے مکرم شیخ محمود احمد صاحب کی ملاقات سے قبل خاکسار بعد نماز عصر مدینہ منورہ کے باہر چلا جاتا تھا۔ جنت البقیع سے تھوڑے سے فاصلہ پر ہی مختلف مقامات پر TUBE WELL لگے ہوئے ہیں۔ جہاں نہانے اور کپڑے وغیرہ دھونے کی عام اجازت ہے۔

مسجد نبوی میں ہر حاجی کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ مسجد کے اس حصہ میں جس کے متعلق آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ بین بیتی و بین منبری روضة من ریاض الجنة میں جگہ مل جائے یا پھر اکثر حاجی اصحاب الصفہ والے مقام پر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مدینہ میں قیام کے دوران خاکسار اور شیخ صاحب کا اکثر وقت ان ہی مقامات پر گذرتا تھا۔ مکہ شریف اور مدینہ منورہ کے مبارک مقامات کو اب بھی اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے شرک کی لعنت سے بچایا ہوا ہے ورنہ اگر خدا تعالیٰ کی خاص مشیت کا ہاتھ وہاں پر کام نہ کرتا ہو تو نہ معلوم اب تک خانہ کعبہ کی بجائے اور کتنے مقام سجدہ گاہ بن گئے ہوتے آپ گھنٹوں بھی روضۂ اقدس کے قریب بیٹھ کر ذکر الٰہی یا درود شریف پڑھیں گے تو آپ کو کوئی منع نہیں کرے گا لیکن اگر ذرا بھی مشرکانہ حرکت ہو گی۔ تو پھر آپ کی خیر نہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے بزرگوں کے مزاروں کو سجدہ گاہ یا مشرکانہ افعال کا اڈہ بنا لیا ہے ان کو اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔

نماز مغرب کے بعد عموماً مسجد نبوی میں لوگ علماء کے ارد گرد حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور مختلف موضوع پر گفتگو ہوتی رہتی ہیں۔ اور سوال و جواب کا بھی موقعہ ملتا رہتا ہے ایک ہندوستانی مولوی صاحب جو مدینہ میں ہی مستقل طور پر رہتے ہیں اردو میں تقریر فرمایا کرتے تھے۔ اہل عرب کے کلام اور اشعار میں تو جدت تھی۔ مگر ہمارے یہ مولوی صاحب آدم حوا کے قصے لے کر بیٹھ جاتے تھے یعنی کہ حضرت آدم جنت سے نکالے گئے حجر اسود جنت کے پتھروں میں سے لا کر رکھا گیا وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے سفر دیکھ تو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی ہر گلی اور مقام شعائر اللہ اور خدا تعالیٰ کی ہستی کی زندہ نشانیاں ہیں۔ مگر خاص خاص مقامات کے متعلق مختصراً تحریر کرنا ضروری ہے۔

مسجد نبوی کے اندر اصحاب الصفہ کا مقام حجرہ مبارک حضرت فاطمہؓ منبر مبارک جہاں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے ماسد باب جبرئیل جہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نزول ہوتا تھا یہ سب ایسے ہی مقامات مقدسہ ہیں جن کے متعلق خاص طور پر ذکر کیا جانا ضروری ہے

(باقی آئندہ)

کتاب اُم الالسنہ کے متعلق ضروری اعلان

از محترم سید داؤد احمد صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز ربوہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علمی کارناموں میں سے ایک بے نظیر کارنامہ عربی زبان کا ام الالسنہ ثابت کرنا ہے۔ آپ نے آج کل کے تمام مستشرقین اور علمائے علم الالسنہ کے نظریات کے خلاف اس بات کا دعویٰ فرمایا کہ دنیا کی تمام زبانیں عربی زبان سے نکلی ہیں۔ اور اس کو ثابت کرنے کے لئے بعض بنیادی اصول وضع فرمائے جن کے مطابق اس تحقیق کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا جا سکتا ہے۔

مکرم و محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر جماعت کے علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے سالہا سال کی کاوش و محنت اور عرق ریزی سے کام لیکر اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ اصولوں اور قواعد کو مد نظر رکھ کر آپ کی تشریح کے مطابق اس تحقیق کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے اور غیر زبانوں کے ہزارہا الفاظ کو عربی زبان سے مشتق ثابت کر کے یہ واضح کر دیا ہے کہ عربی زبان ہی تمام زبانوں کی ماخذ اور منبع ہے۔ آپ کی اس بے نظیر تحقیق میں سے نمونے کے طور پر بعض مقالہ جات رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہو کر اور غیر از جماعت علمی حلقوں میں مقبول ہو چکے ہیں۔ اور بڑے بڑے علمائے علم اللسان سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

اس علمی تحقیق کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر ادارہ ریویو نے اس تحقیق کو علاوہ کے طور پر ایک کتاب کی شکل میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ مغرب کے علمی حلقوں اور لائبریریوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بے نظیر علمی تحقیق کو متعارف کر کے حضور اقدس علیہ السلام کے علمی مقام کو نمایاں کیا جا سکے۔ اصل کتاب کا حجم تو کئی ہزار صفحات سے کم نہ ہو گا۔ فی الحال اس کا نمونہ کتابی صورت میں طبع کروایا جا رہا ہے جو اڑھائی صد صفحات پر مشتمل ہو گی۔ اور مندرجہ ذیل مضامین پر روشنی ڈالے گی۔

(۱) عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نظریہ (۲) آغاز زبان کا مسئلہ (۳) مختلف زبانوں کا عمر (۴) زبانوں کے خاندان (۵) علمائے مغرب نے عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کو کیوں نظرانداز کیا (۶) دنیا کی تمام زبانوں کا منبع واحد ہونے کے بارے میں علمائے ام الالسنہ کا اتفاق رائے (۷) نظریہ ام الالسنہ کے ماخذ (۸) قرآن کریم کی زبان الہامی ہے (۹) عربی زبان ایک مکمل زبان ہے۔ (۱۰) بہترین زبان کے پرکھنے کا معیار (۱۱) دخیل الفاظ (۱۲) تجنیس خطی کی وجہ سے الفاظ کا اختلاط (۱۳) الفاظ کے مختلف امراض (۱۴) آریائی اور سامی زبانوں کی گمشدہ کڑی کے اکتشاف (۱۵) غیر زبانوں سے عربی زبان کے ماخذ دریافت کرنے کے دس معین اصول (۱۶) اس لغت کے مطالعہ کا طریق (۱۷) انگریزی الفاظ کے عربی ماخذ (۱۸) فرنچ زبان کے عربی ماخذ (۱۹) جرمن زبان کے عربی ماخذ (۲۰) ہسپانوی زبان کے عربی ماخذ (۲۱) لاطینی زبان کے عربی ماخذ (۲۲) اطالوی زبان کے عربی ماخذ (۲۳) یونانی الفاظ کے عربی ماخذ (۲۴) روسی الفاظ کے عربی ماخذ (۲۵) فارسی الفاظ کے عربی ماخذ (۲۶) آریئن مادوں کے عربی ماخذ (۲۷) سنسکرت الفاظ کے عربی ماخذ (۲۸) ہندی الفاظ کے عربی ماخذ (۲۹) چینی الفاظ کے عربی ماخذ۔

کتاب زیر تجویز محدود تعداد میں شائع کی جا رہی ہے دلچسپی رکھنے والے حضرات فوری طور پر مطلوبہ تعداد سے دفتر ریویو ربوہ کو اطلاع دے کر اپنی کتاب ابھی ریزرو کروالیں۔ کیونکہ ایسا نہ ہو کہ محدود تعداد میں طبع ہونے کی وجہ سے بعد میں اس کے حصول میں دقت ہو۔

مینیجنگ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز ربوہ

ولادت و درخواست دعا

خاکسار کے ہاں مورخہ ۲۹/۶/۶۲ کو دو بچیاں تولد ہوئیں جن میں سے ایک اپنے مولیٰ سے جا ملی دوسری بچی تا حال کمزور ہے۔ نام مبارکہ طیبہ رکھا گیا ہے بزرگان سلسلہ کی خدمت میں التماس ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ البدل عطا فرمائے اور نیک خوش قسمت خادم دین صحتمند مبارک زندگی عطا فرمائے آمین

خاکسار
محمد ابراہیم قادیانی

اُذکروا موتکم بالخیر

والدِ محترم مولوی محمد عزیز الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکرِ خیر

(از مکرم مولوی محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ شموگہ میسور سٹیٹ)

(۲)

آپ کے بعض اوصاف

۱۔ دینی مطالعہ۔ زندگی کے مستقل مشاغل میں سے خاص اہمیت حاصل تھی۔ ذوقِ مطالعہ کو پورا کرنے کیلئے جب تک ملازم تھے باقاعدہ بجٹ بنانے میں اندراج فرماتے اور جب مرکز جانے کا اتفاق ہوتا تو سلسلہ کا نیا شائع شدہ لٹریچر ضرور خرید کر لاتے۔ قلیل آمد میں بھی سلسلہ کے تمام اخبار و رسائل کے باقاعدہ خریدار رہتے۔

۲۔ وصیت۔ بفضلہٖ ابتدائی عمر میں وصیت کی توفیق پائی اور پانچویں حصہ جائداد کی وصیت کر کے اسے بہت اخلاص سے نبھایا۔ وفات تک کسی کو علم نہ تھا کہ آپ نے پانچویں حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی۔ لیکن پائی پائی اپنی زندگی میں ادا کر کے حساب بے باق کیا ہوا تھا۔ اور خدائی آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ وصیت کے علاوہ تحریک جدید اور وقف جدید کے چندوں میں بھی حسبِ توفیق آخر تک حصہ لیتے رہے

۳۔ سر دلعزیزی۔ پورے خاندان میں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے بیسیوں افراد پر مشتمل ہے۔ آپ کا وجود امتیازی حیثیت رکھتا تھا۔ اور سب خورد و کلاں میں مسلمہ ہر دلعزیز تھے۔

۴۔ کم گوئی۔ آپ کا مزاج بعد خیالہ لغا خلوت کے بیحد دلدادہ۔ بہت کم گفتگو فرماتے۔ ہر کس و ناکس کے ساتھ انا پ شناپ گفتگو اور میل ملاپ سے احتراز فرماتے۔ البتہ موقع محل اور ضرورت پر لب کشائی فرماتے اور ضرورت سے زائد گفتگو نہ فرماتے بزرگوں اور واجب الاحترام وجودوں کی بیحد تعظیم فرماتے۔ اور اُن سے عجز و انکسار اور محبت سے ملتے

۵۔ خط و کتابت و خوش نویسی۔ بطفیل احمدیت خط و کتابت میں بہت باقاعدگی تھی۔ اپنے عزیز و اقارب کو ہمیشہ خط و کتابت میں باقاعدگی اختیار کرنے کی تلقین فرماتے اور نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں باقاعدہ خطوط لکھا کرو

اپنے والد محترم کے ہاں خوش نویسی میں بھی حصہ پایا تھا۔ نہایت خوشنما کے بڑھاپے میں بھی آپ کی تحریر ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے موتی پروئے ہوئے ہوں۔ خاکسار آپ کے دعائیہ خطوط سے بیحد تسکین پاتا اور خاکسار کا خط نہ ملنے پر بیقرار ہو جاتے جب تک آپ کی صحت نے اجازت دی اپنے دستِ مبارک سے نوازتے رہے

۶۔ مبلغین کا اکرام و احترام۔ ہمیشہ جب مرکز میں تشریف لاتے۔ اس جلسے کے افراد سے مل کر راحت قلبی محسوس فرماتے تبلیغی الفاظ بہت دلچسپی سے سنتے۔ علمی نکات اور موشگافیوں سے بہت محظوظ ہوتے۔

۷۔ وقفِ زندگی کا احترام۔ خاکسار نے بچپن میں والد صاحب مرحوم کی ایک خواب سنی جو مرحوم اپنی ہمشیرہ یعنی ہماری پھوپھی صاحبہ کو سنا رہے تھے جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کی اولاد اپنی زندگی دین کی خدمت کے لئے وقف کرے گی (اللہ تعالیٰ سبکو ایسی توفیق بخشے، آمین) چنانچہ خاکسار کے لئے زندگی وقف کرنے کا محرک بھی حضرت والد صاحبؓ کا خواب تھا جب خاکسار نے آپ کی مخفی خواہش کو عملی جامہ پہنانے کی بفضلہ تعالیٰ توفیق پائی، تو مرحوم بہت خوش ہوئے اور ایک دن مجھے بلا کر اپنی ساری عمر کا اندوختہ اور روحانی خزانہ یعنی دینی لائبریری میرے سپرد فرمائی۔ فرمانے لگے میری اولاد میں سے اس کے حقدار صرف تم ہو۔ کیونکہ تمہیں زندگی وقف کرنے کی سب سے پہلے توفیق ملی ہے۔ فالحمد للہ کثیراً کثیراً۔ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ۔

۸۔ جسمانی صحت و صفائی کا خیال۔ جسمانی صحت و صفائی کا ہمیشہ خیال رکھتے۔ اپنے اہل و عیال و متعلقین کا اپنے سے بھی بڑھ کر خیال فرماتے۔ گھر میں بیمار کی تیمارداری کا کرتے ہوئے اس کے لئے وقف ہو جاتے اپنے جسم کو پاک و صاف رکھتے۔ لباس ہمیشہ صاف ستھرا سادہ اور اسلامی وضع کا زیب تن فرماتے۔ دانتوں کی صفائی کا خاص اہتمام۔ بیرون باقاعدگی روزانہ غسل آپ کا معمول تھا۔

۹۔ اولاد کی دینداری کا خیال۔ آپ کو ہمیشہ یہ خیال رہا کہ آپ کی اولاد پاکیزہ اور دینی ماحول میں تعلیم و تربیت حاصل کرے دورانِ ملازمت میں اپنے بڑے فرزند اخویم مکرم محمد علم الدین صاحب بی۔ اے ایل ایل۔ بی اسسٹنٹ اکاؤنٹس ایڈوائزر فنانس ڈیپارٹمنٹ حکومت مرکزیہ پاکستان کو مڈل پاس کرانے کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں داخل کرایا۔ موصوف کو قادیان کی آب و ہوا موافق نہ آئی۔ چنانچہ جماعت نہم کا کامیاب کرنے کے پیشتر اور بعد علالت کا سلسلہ بدستور جاری رہا جس پر مجبوراً موصوف کو لاہور جا کر تعلیم جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ خاکسار اور خاکسار کے چھوٹے بھائی اخویم محمد رشید الدین صاحب ایم۔ اے کو بھی کچھ عرصہ قادیان میں رہ کر تعلیم حاصل کرنے کی توفیق ملی اور ہمارے سب سے چھوٹے بھائی اخویم عطاء اللہ صاحب سلمہ کو بھی قادیان تعلیم الاسلام فالحمد للہ۔ لیکن والد صاحب مرحوم نے ہمیں ایسے مقامات پر بھی جہاں وہ اکیلے احمدی تھے۔ جماعتی زندگی کی طرح نیک و دیندار گزارنے کا عادی بنایا۔ نماز جمعہ تمام گھر کے افراد کو ساتھ لے کر ادا فرماتے۔ نماز فجر اور نماز جمعہ میں غیر حاضری کبھی معاف نہ فرماتے۔ دوسری نمازوں کی نگرانی ڈیوٹی پر حاضر رہنے کی وجہ سے نہیں کر سکتے تھے۔

۱۰۔ بیکاری سے نفرت۔ خود بیکار نہ رہتے تھے اور گھر میں کسی بچے کو بھی بیکار نہ رہنے دیتے تھے۔ کسی کو ادھر اُدھر وقت ضائع کرتے دیکھ کر محبت بھری آواز میں بیکار رہنے کی تنبیہ فرماتے اور کبھی کبھی یہ مصرعہ سناتے ؎ مردِ بیکار دزد شود یا بیمار

۱۱۔ خدمتِ خلق۔ خدمتِ خلق کے لئے دامے درمے سخنے کوشش کرتے۔ علاوہ اپنی طبابت کو استعمال فرماتے مفت ادویات دیتے اور تیار شدہ دوائی نہ ہوتی تو نسخہ تجویز فرما دیتے۔ یا مخلصانہ مشورہ دیتے۔

۱۲۔ رشتہ داروں پر نیکی کا اثر۔ بطفیل احمدیت آپ کی ایسی متقیانہ زندگی گزارنے کی توفیق ملی کہ جس کا اثر احمدی رشتہ داروں پر تھا۔ بلکہ غیر احمدی رشتہ داروں میں بھی آپ کا وجود بہت واجب الاحترام تھا چنانچہ موجودگی میں اور بلکہ عدم موجودگی میں آپ کی شکایت کبھی سننے میں نہیں آئی۔ رشتہ داروں کے علاوہ پڑوسی ہمسائے اور جن جن کے ساتھ آپ کو زندگی کے لمحات گزارنے کا موقع ملا سب آپ کو فرشتہ سیرت کا خطاب دیتے تھے۔

۱۳۔ متوکلانہ اور سادہ زندگی۔ بہت ہی سادگی سے آپ نے اپنی عمر گزاری اور قلیل سے قلیل آمد میں قناعت سے متوکلانہ زندگی بسر کی۔ کبھی زبان پر حرفِ شکایت نہ آنے دیا اور نہ ہی کبھی کسی خواہش کا اظہار فرمایا۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بفضلہ مقدوم میسر آتا اسی میں مسرور زندگی بسر کی اور خوش رہے۔

۱۴۔ کاموں میں باقاعدگی اور پابندیٔ وقت کا خیال۔ کبھی کسی کام کو آگے پیچھے نہ ہونے دیتے۔ صبح کے نوافل سے لے کر رات کو سونے تک ہر کام کا وقت مقرر تھا۔ کھانا پینا۔ سونا۔ مطالعہ کام کاج۔ ذکرِ الٰہی عبادت سیر و غسل وغیرہ سب کام وقت مقررہ پر سر انجام دیتے۔ اور پابندیٔ وقت کا ہمیشہ خیال رکھتے۔ اپنی گھڑی کی حفاظت فرماتے اور اس میں ٹائم کا فرق نہ رہنے دیتے۔ ہر کام کرتے وقت ٹائم دیکھ کر شروع فرماتے اور ٹائم دیکھ کر ختم فرماتے۔

۱۵۔ دوستی کا احترام۔ بچپن سے لے کر عمر کے آخری حصہ تک جس قدر دوست تھے۔ اُن کا بے حد احترام فرماتے۔ زمانۂ ملازمت کے ایک بہترین دوست ملک رلن صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر سے بھائیوں کی طرح تعلقات تھے۔ چار پانچ سال قبل امرتسر سے اُن کی وفات کی اطلاع ملنے پر بہت روئے۔ اور بعد از وفات بھی اُن کی خوبیوں کو یاد فرما کر آبدیدہ ہو جاتے وفات سے چند ماہ پیشتر بات بات پر آبدیدہ ہو جاتے۔ ہر قدیم تعلق آپ کو یاد آتا رہا۔ قدیمی دوستوں کی بہت تعظیم فرماتے

۱۶۔ معاملات میں صفائی۔ اپنے معاملات نہایت صاف رکھتے کبھی کسی سے لین دین کے معاملہ میں تکرار نہیں ہوا اور نہ کبھی کسی کی حق تلفی ہونے دی۔ بلکہ حق سے زیادہ دینا آپ کو بہت پسند تھا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے

آپ کو کبھی مقروض نہیں ہونے دیا۔

۱۷۔ صاف گوئی۔ آپ کی صاف گوئی خاندان میں مشہور تھی۔ کبھی لگی لپٹی نہ رکھتے بات صاف صاف بیان فرماتے۔

عائلی زندگی

آپ شفیق باپ تھے اور مشفق شوہر۔ آپ نے دو شادیاں کیں۔ دونوں بیویوں سے کماحقہٗ نیک سلوک فرمایا۔ آپ نے دوسری شادی والدہ مرحومہ کی وفات کے بعد محترمہ امینہ بیگم صاحبہ سے کی۔ پہلی بیوی محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ مرحومہ یعنی والدہ صاحبہ کے بطن سے ایک دختر اور تین فرزند ہیں۔ دوسری بیوی سے بھی اولاد تو پیدا ہوئی مگر تقدیر الٰہی سے زندہ نہ رہی۔ البتہ آپ کی دوسری بیوی کے پہلے مرحوم خاوند کی اولاد جو دو بیٹیوں اور ایک فرزند پر مشتمل تھی۔ جن میں سے بڑی صاحبزادی مکرمہ رفیقہ بیگم صاحبہ تو شادی شدہ تھیں۔ لیکن فرزند عزیزم مکرم عطاء اللہ سلمہٗ اور عزیزہ صفیہ بیگم سلمہا دونوں خورد سال بچے تھے۔ حضرت والد صاحب نے ان دونوں بچوں کی تعلیم و تربیت اور کفالت کے فریضہ کو نہایت احسن طور پر سرانجام دیا۔ ایک طرف تو آپ اپنی پہلی اولاد کے لئے ماں کے بھی قائم مقام بنے اور ہمیں مرحومہ والدہ صاحبہ کی یاد سے پریشان نہ ہونے دیا۔ دوسری طرف آپ کی تربیت اور دعاؤں کی وجہ سے ہماری موجودہ والدہ صاحبہ اور اُن کے بچوں میں ایسی محبت اور اخلاص کی فضا پیدا کر دی (بفضلہٖ و بتوفیقہٖ) کہ ہم سب کو کبھی غیریت کا بفضلہٖ احساس نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولیٰ کریم اس اخلاص اور محبت کی فضا کو اور بھی ترقی اور کمال بخشے۔ اور ہمیں اپنی والدہ صاحبہ اور چھوٹے بھائی اور بہنوں سے محبت اور اخلاص سے پیش آنے اور اُن کی ہمیشہ خیر خواہی کرنے کی توفیق بخشے۔

والد صاحب مرحوم کا گھر مہمانوں، بیکسوں، مظلوموں، سائلوں اور علم کے پیاسوں کے لئے ہر وقت کھلا تھا اور آپ ان سب کے لئے مجسم شفقت تھے۔ یہ آپ کی دعاؤں کا معجزہ تھا کہ دوسری شادی سے بھی آپ کو ہر طرح راحت و سکون حاصل رہا۔ ہماری موجودہ والدہ صاحبہ نے پیرانہ سالی کی دیکھ بھال اور لمبی تیمارداری کے سلسلہ میں حق خدمت واقعی ادا کر دیا۔ اور آپ کے زندگی میں ہمارے برادر اصغر عزیزم عطاء اللہ سلمہٗ کو بھی والد صاحب سے عشق تھا۔ اور والد صاحب مرحوم بھی اُسے بہت چاہتے تھے اور اُس کے لئے تڑپ تڑپ کر دعائیں مانگتے اور ہمیں بھی آخری وقت تک برادر موصوف کے لئے دعاؤں کی تحریک فرماتے رہے۔ آپ کی محبت کے [illegible] کا سایہ آپ کی ساری اولاد اور متعلقین پر یکساں رہا۔ اور آپ پیرانہ سالی میں بھی سب کے گھروں پر جا کر خیریت دریافت فرماتے تھے۔ خاکسار کی عدم موجودگی میں خاکسار کی بیٹی کا خاص خیال رکھتے۔ اُس سے نہایت شفقت اور محبت کا سلوک فرماتے اور دعائیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپکی محبت کی کشش کی وجہ سے وفات سے دو تین سال پیشتر آپ کے بڑے فرزند مکرم اخویم محمد علیم الدین صاحب کو کراچی سے مرکزی حکومت کا ہیڈ کوارٹر تبدیل ہونے کے بعد راولپنڈی آپ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ چنانچہ بڑے بھائی صاحب محترم کو اللہ تعالیٰ نے والد صاحب مرحوم کی خدمت خاص کی توفیق بخشی۔ والد صاحب مرحوم اپنی علالت کے باوجود کبھی بھائی جان کی موٹر پر اور کبھی جوشِ محبت سے پیدل اُن کے گھر تشریف لے جاتے اور اُن کے گھر کو اپنے قدموں سے برکت بخشتے۔ محترم بھائی جان کو اُن کے اخلاص کی وجہ سے آخری دعائیں لینے کا خاص موقعہ ملا۔

طویل علالت

قادیان سے ہجرت کے بعد آپ کی صحت دن بدن سرعت سے گرتی چلی گئی۔ ۱۹۶۰ء تک آپ بخوبی کام کاج کر لیتے تھے لیکن ۱۹۶۲ء میں بیماری کا سخت دھکا لگا جس کے باعث نئی زندگی میں داخل ہوئے۔ جو تشویش اور پُرخطر تھی۔ ماہ ستمبر ۱۹۶۲ء میں خاکسار کو آپ کی خطرناک علالت کی اطلاع ملی اور اس کے بعد بار بار خطوط آنے لگے کہ حضرت والد صاحب نہایت بے قراری سے عاجز کو یاد فرماتے رہتے ہیں۔ یوں تو خاکسار تقریباً ۱۲ سال آپ سے جدا رہا ہے۔ لیکن آپ نے کمال صبر سے یہ جدائی برداشت کی۔ اور خاکسار کو غم جدائی کا احساس نہ ہونے دیا۔ تاکہ خاکسار خدمت دین میں کمزوری نہ دکھانے پائے۔ لیکن اس دفعہ اس قدر یاد فرمایا کہ محسوس ہونے لگا کہ اب تو الوداعی ملاقات کے لئے یاد فرما رہے ہیں۔ مگر شامت اعمال بصورت پاسپورٹ حائل ہونے کے باعث خاکسار تعمیل ارشاد سے قاصر رہا۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آ پہنچا تو آپ نے یہ دیکھ کر شاید عاجز سے ملاقات نہ ہو سکے عاجز کی دختر کو جو پاکستان میں مقیم ہے یاد فرمایا۔ تاکہ اُسے دیکھ کر خاکسار کی جدائی کا غم مٹا سکیں۔ مگر وہ بھی وفات کے بعد پہنچی۔ عزیزان محمد رشید الدین سلمہٗ اور عزیزم عطاء اللہ صاحب کو بھی یاد فرمایا۔ دونوں ہی وقت پر پہنچ گئے۔ انہیں دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا۔ حسن اتفاق سے عزیزہ صفیہ بیگم سلمہا کو بھی الوداعی ملاقات کا موقعہ مل گیا۔

آخری سفر

قادیان سے ہجرت کے بعد موصوف نے کچھ دن لاہور میں قیام فرمایا۔ ایک سال گوجرانوالہ میں بھی رہائش پذیر رہے۔ اور اُسکے بعد راولپنڈی میں بقیہ زندگی کے ایام گذارے۔ ماہ دسمبر ۱۹۶۲ء میں جلسہ سالانہ سے پیشتر خاکسار کے خطوط کی بناء پر کہ خاکسار پاسپورٹ کے حصول کی کوشش کر رہا ہے۔ نظارت نے تو خاکسار کو اجازت دے دی ہے۔ اگر پاسپورٹ اور ویزا مل گیا۔ تو خاکسار انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ کے موقع پر حاضر خدمت ہونے کی کوشش کرے گا۔

محترم والد صاحب مرحوم نے علالت اور ضعف کے باوجود "ربوہ" جانے کی خواہش فرمائی۔ اور روانگی کے روز آپ کو تیز بخار ہو گیا۔ لیکن خاکسار کی ملاقات کی خواہش کی وجہ سے باوجود تکلیف کے سفر کا ارادہ ملتوی نہ فرمایا بلکہ افتاں و خیزاں ربوہ پہنچے۔ اور وہاں اپنی رہائش کے لئے اپنے ہم عمر بھتیجے اخویم محترم غلام رسول صاحب کے ہاں فروکش ہونا پسند فرمایا۔ اس گھر سے ہمیشہ آپ کو بے حد محبت رہی۔ اُن کی اہلیہ محترمہ ہمشیرہ عزیزہ بی بی صاحبہ نے کمال محبت اور اخلاص سے ایسی یادگار تیمارداری اور خدمت کی یوں معلوم ہوتا ہے جیسے اس خاص خدمت کے لئے خدا تعالیٰ نے پہلے سے ان کو الہاماً تیار کیا ہوا تھا۔ ان کے علاوہ اخویم مکرم مولوی محمد صدیق صاحب صدر عمومی ربوہ نے بھی اپنے ماموں کی تیمارداری اور خدمت کے لئے شب و روز اپنے آپ کو وقف کئے رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مخلصین کو اپنی جناب سے اجر عظیم عطا فرمائے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ حضرت والد صاحب مرحوم تو کسی اور نیت سے ربوہ پہنچے تھے۔ لیکن قضاء کے نوشتے پورے ہو چکے تھے۔ جلسہ سالانہ گذر گیا۔ آپ سفر کے قابل نہ رہے۔ تندرست ہو کر واپس راولپنڈی جانے کی خواہش تھی مگر صحت جواب دے چکی تھی۔ حتیٰ کہ وہ نوبت بھی آ پہنچی کہ آپ نے بروز جمعرات مورخہ ۲۱ر فروری ۱۹۶۳ء کو بوقت ۲ ۱/۲ بجے ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تجہیز و تکفین

تمام رشتہ داروں کو خطوط تاروں اور فون کے ذریعہ وفات کی اطلاع کی گئی۔ چنانچہ آپکی خوش نصیبی قابل رشک تھی کہ ربوہ رمضان کے آخری عشرہ کی دعاؤں میں شمولیت کے لئے نیز جمعۃ الوداع کی مرکز میں ادائیگی کے پیش نظر احباب جماعت کثیر تعداد میں پہلے سے جمع تھے۔ ۲۲ر رمضان کو جمعہ کی نماز کے بعد مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے نماز جنازہ ادا کی جس میں ہزاروں مومنین شریک تھے۔ صحابہؓ کے قطعہ میں آپ کو امانتاً سپرد خاک کیا گیا۔ اور قبر تیار ہونے کے بعد آخری دعا اس وجود نے کرائی جن کی ہم جماعتی کو آپ نے محولہ بالا خطوط میں اپنے لئے باعث فخر تحریر فرمایا ہے۔ یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔اے ناظر اعلیٰ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدظلہ نے۔ صاحبزادہ صاحب موصوف نے از راہ ذرہ نوازی اپنے غریب ہم جماعت کی دوران علالت میں عیادت بھی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کی ذریت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احسن برکات اور فیوض سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

حضرت والد صاحب مرحوم کی وفات کے بعد کئی روز تک رشتہ داروں اور مسلمانوں کا تانتا بندھا رہا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ تعزیت کرنے والوں کا سیلاب اُمڈ آیا ہو۔ یہ خدا تعالیٰ کا سراسر لطف و کرم ہے کہ اُس نے بطفیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ذرۂ بے مقدار کو تابانی بخشی اور زاویۂ گمنامی میں زندگی گذارنے والوں کو بھی اپنے فضلوں سے مالا مال فرمایا۔ فسبحانک رب العزۃ والحمد للہ علیٰ احسانہٖ کثیراً کثیراً۔ اللہ تعالیٰ اُن تمام مخلصین کو اجر عظیم عطا فرمائے جو مرحوم سے اپنے اخلاص اور تعلق کی بناء پر پسماندگان کے صدمہ رسیدہ قلوب پر مرہم کا پھایا رکھنے کیلئے پہنچے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے دعا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولا کریم مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ اور جنت میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب خاص عطا فرمائے۔ جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ نیز سب کو مرحوم کے نقش قدم پر چل کر والذین اتبعوھم باحسان کے حقیقی اور اعلیٰ مصداق بننے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

اے خدا بر تربتِ او بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیتِ نعیم

فقط والسلام
خاکسار
حکیم محمد الدین عفی عنہ
مبلغ انچارج میسور سٹیٹ۔
۱۹/۶/۶۳

وصایا

ضروری نوٹ۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جارہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مقبرہ بہشتی ربوہ قادیان

نمبر ۱۳۳۵۹۔ اسکر علی محمد بٹ ولد محمد خلیم بٹ قوم مسلمان پیشہ زمیندار عمر تینتیس سال تاریخ بیعت ۱۹۴۶ء ساکن آروتی ڈاکخانہ آرونی ضلع اسلام آباد صوبہ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ مارچ ۶۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا ادا کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی

(۳) اگر اس کے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد (وقت) جس قدر میری جائداد ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مندرجہ ذیل جائیداد در رقبہ زمین بمقام آرونی میں واقع ہے موجود ہے۔

تفصیل جائداد نمبر۱ زمین آبی ۴ کنال قیمت ۔/۵۰۰ روپیہ نمبر۲ زمین خشک ۲ کنال قیمت آٹھ سو روپیہ نمبر۳ مکان خام ایک عدد قیمت پانچسو روپیہ نمبر۴ کوٹھا ایک عدد قیمت پچھتر روپیہ ۱ ۵/ ۷ نمبر۵ درختان بید وغیرہ ایک سو پچھتر نمبر۶ بیل ایک عدد قیمت دو سو روپیہ نمبر۷ بکری ایک عدد قیمت ایک سو بیس روپیہ نمبر۸ بھیڑ ۵ عدد ایک سو روپیہ کل میزان ستاراں سو بیس روپیہ (۱۷۲۰)

نوٹ۔ یہ جائداد ہم دو بھائیوں میں مشترک ہے۔ میرا حصہ آٹھ سو ساٹھ بنتا ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔

فقط تحریر ۲۸ مارچ ۱۹۶۳ء دستخط موصی العبد علی محمد بٹ۔ دستخط گواہ نمبر۱ ولی محمد بٹ ساکن آسہ نی تحصیل کولگام ضلع اسلام آباد کشمیر۔ دستخط گواہ نمبر۲ حکیم میر غلام محمد صدر جماعت احمدیہ یاڑی پورہ تحصیل کولگام ضلع اسلام آباد۔

نمبر ۱۳۳۶۰۔ منکہ ستارہ بیگم زوجہ مکرم عطاء الرحمٰن صاحب عباسی قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر بیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بھارت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۶۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ جائیداد کے تعلق میں مندرجہ ذیل کوائف ہیں نیز میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور از قسم زیور میرے پاس کوئی زیور نہیں ہے

(۱) میرا حق مہر جو میرے شوہر مبلغ ۱۰۰۰ روپے (مبلغ ایک ہزار روپے) ہے۔ علاوہ ازیں اگر از قسم جائیداد کسی بھی قسم کی بھی میری ہے۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حصہ ۱/۱۰ لینے کا ہر وقت حق ہوگا۔

بوقت میری وفات جو بھی جائداد میرے تعلق میں ثابت ہو اس پر بھی مذکورہ بالا وصیت حاوی ہوگی۔ بقلم عطاء الرحمٰن عباسی شوہر موصیہ ۱/۶۳

خاکسارہ ستارہ بیگم بتاریخ ۷ فروری ۱۹۶۳ء۔ گواہ شد فیض احمد گجراتی درویش قادیان۔ گواہ شد افتخار احمد اشرف ۱/۶۳۔

نمبر ۱۳۳۶۱۔ میں عصمت بانو زوجہ محمد عمر علی صاحب قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۵/۶۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت کسی قسم کی کوئی قابل ذکر میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے

(۱) کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔

(۲) منقولہ جائداد حق مہر بذمہ میرے خاوند مبلغ پانچ صد روپیہ (۔/۵۰۰ روپے) ہے اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں ہے۔ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے پر جو بھی میری جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الرقوم

الامتہ
عصمت بانو

گواہ شد۔ قریشی عبد القادر اعوان بقلم خود درویش موصی نمبر ۹۲۹۹ قادیان۔

گواہ شد محمد عمر علی خاوند موصیہ مولوی درویش احمدیہ قادیان۔ ضلع گورداسپور
۸-۵-۶۳

تقریب نکاح

جمشید پور ۲۸ جون۔ بعد نماز عشاء در مکان سید ظہیر الحق صاحب خاکسار نے مسنون خطبہ کے بعد زوجین کے حقوق و فرائض بالتفصیل بیان کئے اور مندرجہ ذیل دو نکاحوں کا اعلان کیا۔

۱۔ عزیزم محمد وسیم صاحب ابن مکرم محمد نعیم صاحب صدر جماعت احمدیہ مونگھیر کا نکاح عزیزہ قمر النساء بنت سید ظہیر الحق صاحب جمشید پور بعوض گیارہ صد روپیہ مہر خاکسار نے پڑھا۔

۲۔ عزیزم سید بشیر الحق صاحب ابن مکرم سید ظہیر الحق صاحب جمشید پور کا نکاح عزیزہ جہاں آراء بیگم بنت مکرم محمد نعیم صاحب صدر جماعت احمدیہ مونگھیر گیارہ صد روپیہ مہر پر خاکسار نے پڑھا

تقریب نکاح میں مونگھیر اور جمشید پور کے احمدی احباب کے علاوہ بعض غیر احمدی دوستوں نے بھی شرکت فرمائی۔ دعا کے بعد یہ تقریب بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی اور محترم سید ظہیر الحق صاحب نے مونگھیر اور جمشید پور کے مدعوین احباب کو کھانا کھلایا

مکرم برادرم محمد نعیم صاحب صدر جماعت احمدیہ مونگھیر مع متعلقین مونگھیر سے تشریف لائے تھے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جس بکس میں دلہا اور دلہن کے لئے موجودہ تحائف لئے تھے وہ ٹیکسی میں ہی چھوٹ گیا۔ ٹیکسی کا نمبر بھی معلوم نہیں تھا۔ اسے تلاش کرنے میں بہت دوڑ دھوپ کرنا پڑی۔ لیکن بکس نہ ملا۔ عشاء کی نماز میں خاکسار نے دعا کا اعلان بھی کیا۔ چنانچہ بالکل غیر متوقع طور پر ۲۹ جون کی صبح کو ایک ٹیکسی والا اسے اتفاقاً لے کر گھر پہنچ گیا اور پورا سامان مل گیا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ یہ واقعہ غیر از جماعت دوستوں کے لئے تعجب اور احباب جماعت کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث بنا۔ مکرم برادرم سید ظہیر الحق صاحب نے فرمایا کہ میں نے سامان ملنے پر دس روپے بطور صدقہ قادیان دار الامان بھجوانے کا ارادہ کیا تھا۔ چنانچہ موصوف نے اسی وقت دس روپے ادا کر دیئے۔ مکرم محمد نعیم صاحب نے بھی دس روپے بطور صدقہ قادیان بھجوانے کا وعدہ کیا

اس خوشی کے موقعہ پر مکرم محمد نعیم صاحب اور مکرم سید ظہیر الحق صاحب نے مندرجہ ذیل مدات میں چندہ ادا کیا۔

اعانت بدر کے لئے پانچ پانچ روپے۔ شکرانہ فنڈ میں پانچ پانچ روپے اور صدقہ دس دس روپے۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام صحابہ کرام و درویشان عظام و احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے ان رشتوں کو سلسلہ عالیہ احمدیہ اور جانبین کے لئے مبارک اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

خاکسار
عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ (بہار)

قادیان میں شجرکاری کی تقریب

آج مورخہ ۵ جولائی کو قادیان کی میونسپل کمیٹی کی طرف سے شہر کے معززین کی ایک میٹنگ بلائی گئی جس میں جماعت کی طرف سے محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوۃ و تبلیغ اور مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ شریک ہوئے۔ میونسپل کمیٹی نے ایک پودا جناب سردار دلیپ سنگھ صاحب ایس۔ ڈی۔ ایم بٹالہ نے لگایا۔ اور دوسرا پودا محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے کمیٹی اور ایس۔ ڈی۔ ایم صاحب کی خواہش پر لگایا۔ (نامہ نگار)

اعلان دعا

مکرم میاں عطاء اللہ صاحب تاجر۔ ۳۶ ضلع ملتان اطلاع دیتے ہیں کہ ان کا بیٹا عزیز ظفر اللہ جو کہ ان کا اکلوتا بیٹا اور واقف زندگی ہے۔ اور جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم ہے عرصہ دو ماہ سے سخت بیمار ہے۔ اس وقت حالت تشویشناک ہے۔ مخلصین جماعت سے اس بچے کی صحت و سلامتی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو خیر و برکت کی لمبی زندگی نصیب کرے۔ خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

کتاب سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب کے متعلق

ضروری اعلان

اس سے قبل اخبار بدر کے ذریعہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ کتاب سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب نظارت کی طرف سے شائع ہو رہی ہے جماعتیں اپنی ضرورت کے مطابق -/۳۰ روپے سینکڑہ کے حساب سے نقد قیمت بھجوا دیں۔ اس اعلان پر کئی جماعتوں کی طرف سے رقوم اور آرڈر آنے شروع ہوئے ہیں لیکن چونکہ بہت جلد کتاب طباعت کے لئے پریس میں جا رہی ہے۔ اس لئے جماعتیں فوری طور پر اپنی ضرورت سے نظارت کو اطلاع دیں اور رقوم بھجوائیں تا اس بات کا فیصلہ کیا جا سکے کہ کتنی تعداد میں کتاب شائع کی جاوے۔ میرے نزدیک ہندوستان کی جماعتوں کے لئے اس کا اردو ایڈیشن کم از کم بیس ہزار کی تعداد میں چھپنا نہایت ضروری ہے علاوہ ازیں دوسری زبانوں میں تراجم بعد میں چھاپے جائیں گے۔

علاوہ ازیں ضمناً اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ نظارت نے حال ہی میں مندرجہ ذیل لٹریچر طبع کرایا ہے

۱۔ حکومتِ وقت اور جماعت احمدیہ ہندی
۲۔ " " " اردو
۳۔ تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک
۴۔ تحریکِ احمدیت بھارت واسیوں کی نظر میں۔ اردو
۵۔ میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں۔ ہندی
۶۔ ابی ہمارا کرشن۔ ہندی
۷۔ تحریکِ احمدیت ہندوستان میں۔ انگریزی
۸۔ خصوصیاتِ قرآن۔ انگریزی۔
۹۔ آسمانی پیغام۔ ہندی۔

جماعتیں اپنی اپنی ضرورت کے مطابق لٹریچر حاصل کریں۔ نظارت کی ایک تجویز یہ بھی ہے کہ چونکہ موجودہ سال سے ڈاک کے اخراجات غیر معمولی طور پر بڑھ گئے ہیں اس لئے جماعتیں لٹریچر کا آرڈر دیتے وقت ایک بار ہی کم از کم ڈاک خرچ پر وی۔پی منگوایا کریں۔ اس طرح گویا تھوڑا تھوڑا بوجھ بٹ کر دفتر کو ایک کثیر خرچ سے نجات ہو سکتی ہے یا ریلوے کے ذریعہ To Pay لٹریچر منگوایا جا سکتا ہے۔ اس طرح اخراجات کم بھی ہوں گے۔

دوستوں کو سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہندی کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ اس کتاب کا مضمون سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے تصنیف کردہ دیباچہ قرآن کریم سے لیا گیا ہے۔ کافی حد تک دوستوں اور جماعتوں نے اس کی اشاعت میں حصہ لیا ہے۔ لیکن

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

دوستوں کو اس طرف مزید توجہ فرمانی چاہیئے۔

خاکسار:۔
مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

احمدیہ حلقہ کے متعلق نوٹس اور اس کے متعلق ضروری اعلان

از جناب ناظر صاحب امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

احمدیہ مقدس حلقہ قادیان کی بعض جائیدادوں کے سلسلہ میں جو نوٹس محکمہ کالیات نے ایک ماہ کے اندر تقریباً سات لاکھ روپیہ ادا کرنے کا دیا تھا۔ اس کے متعلق مرکز سلسلہ کی طرف سے ضروری کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک وفد جناب مہر چند کھنہ وزیر مالیات حکومت ہند اور ڈپٹی سیکرٹری صاحب کو مل چکا ہے جماعت کی وضاحت کے پیش نظر وزیر صاحب موصوف نے بعض بھاری رقوم جو ظاہر طور پر ناواجب تھیں چھوڑنے کا وعدہ فرمایا ہے اور اپنا مطالبہ تقریباً دو لاکھ کی رقم تک محدود کر دیا ہے۔ لیکن صدر انجمن احمدیہ کی تقریباً چودہ لاکھ روپیہ کی رقم جو محکمہ متعلقہ کے ذمہ واجب الادا ہے اس کو بعض قانونی عذرات کی بناء پر ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ بہرحال اس بارے میں مزید کوشش کی جا رہی ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ عنقریب جناب وزیر اعظم سے ملاقات کر کے جماعتی نقطۂ نگاہ انکی خدمت میں پیش کرنے کا بھی موقعہ مل جائے گا۔ اور جناب نہرو صاحب جو اپنی روایتی انصاف پسندی اور بے تعصبی کے لئے مشہور ہیں ضرور اس میں مداخلت فرما کر تمام جماعت احمدیہ کی حق رسی کر کے اس کو تشکر کا موقعہ دیں گے۔

احباب جماعتہائے ہندوستان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ دعاؤں میں مصروف رہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ہماری مظلوم بادشاہ اور انصاف پسند حکومت کے جائز حقوق کی ادائیگی کی توفیق افسران متعلقہ کو دے۔ اور ہر طرح سے قادیان کے مقدس مقامات کا حافظ و ناصر ہو۔ (ناظر امور عامہ)

وصیت

نمبر ۱۳۳۵۲ میں زیب النساء بیوہ مرزا اسد بیگ بیگ قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر تقریباً ساٹھ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن پدھیا ڈاکخانہ نیالی ضلع پوری اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ر فروری ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

ایک ایکڑ چھتر ڈیسمل زمین جس کی قیمت موجودہ تقریباً ڈھائی ہزار روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتی ہوں اور اس کی آمد کا ۱/۱۰ تا زیست ہر سال ادا کرتی رہوں گی۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں آئندہ بھی میں جو جائیداد یا آمد پیدا کروں اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ثابت ہو گی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ الامۃ زیب النساء

گواہ شد خلیل الدین احمد خاں برادر موصیہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سری پار وید پدھیا ڈاکخانہ نیالی ضلع پوری اڑیسہ گواہ شد محمود احمد خاں، لوکانے نان صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سری پار۔

خبریں

نیویارک ۱۲ر جولائی۔ امریکی اخبار نیویارک ٹائمز نے انکشاف کیا ہے کہ چین کے امکانی ہوائی حملہ کے خلاف بھارت کے ہوائی دفاع کے لئے مغربی طاقتوں نے جو پلان پیش کیا تھا اسے بھارت سرکار کی خاموش منظوری حاصل ہو گئی ہے۔ نیویارک ٹائمز کے بموجب نامہ نگار نے لکھا ہے کہ یہ پلان بھارت سرکار کو اس ہفتہ کے آغاز میں پیش کیا گیا تھا۔ اور اس کا اہم ترین پہلو بھارتی ہوائی فوج اور مغربی طاقتوں کی ہوائی فوجوں کے دستوں کی مشترکہ مشقوں کا ہے تاکہ بھارتی ہوائی فوج راڈار کی پیچیدہ مشینری اور اسکے استعمال نیز ہوائی اڈوں سے ہوائی نقل و حرکت میں ملنے والی امداد کے متعلق ضروری مشینری کے استعمال سے آشنا ہو جائے۔ امریکی ہوائی فوج کا کم از کم ایک سکواڈرن چلتے پھرتے راڈار سامان سمیت مشترکہ مشقوں میں شامل ہو گا جو موسم خزاں میں منعقد ہوں گی جبکہ برطانیہ آسٹریلیا اور کینیڈا کے ہوائی جہاز اگلے سال اس قسم کی ہوائی مشقوں میں حصہ لیں گے۔ نیویارک ٹائمز نے آگے چل کر لکھا ہے کہ اب شمالی سرحد کے ساتھ ساتھ اہم مقامات پر ہوائی اڈوں کی تعمیر اور شمالی ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں واقع موجود ہوائی اڈوں میں توسیع اور انہیں مستقل راڈار مشینری سے لیس کرنے کے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ ان ہوائی اڈوں کے لئے امریکہ سارا سامان مہیا کرے گا۔ اور امریکہ و برطانیہ کے ٹیکنیکل ماہرین ہندوستانیوں کو اس سامان کی ٹریننگ دیں گے مگر آواز سے بھی تیز چلنے والے ہوائی جہاز کا آخری کنٹرول کس کے ہاتھ میں رہے گا اس بارے میں بات چیت چل رہی ہے۔

نمو ایل ۱۴ر جولائی۔ پرتاپ میں شائع شدہ خبر مظہر ہے کہ اب تبت میں چین کی ۱۲ سے لیکر ۱۴ ڈویژن تک فوج موجود ہے ان میں سے دس ڈویژن فوج بھارتی سرحد کے ساتھ ساتھ تعینات ہے۔ تین میں سے دو ڈویژن چھاسہ کے شمال میں ہیں۔ اب وسطی سیکٹر میں بھی چینی فوجوں کی سرگرمیاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ اور بھارتی سرحدوں تک سڑکیں تعمیر کر لی گئی ہیں۔